جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق

جناب سفیر صاحب ہندوستان مقیم جرمنی کی چٹھی!

جناب سفیر ہند مقیم جرمنی کی خدمت میں مکرم چودھری عبد اللطیف صاحب مبلغ جرمنی نے ایک چٹھی لکھی تھی جس میں احمدیہ جماعت کے مقدس مرکز قادیان کے حالات وکوائف دریافت کئے تھے۔ اس کے جواب میں مسٹر جی۔ کے مکرجی صاحب نے جو چٹھی مکرم عبد اللطیف صاحب کے نام تحریر فرمائی ہے وہ ذیل میں درج ہے:۔

Dated 19.7.58

Dear Mr Latif,

Will you please refer to your letter dated 23rd June 1958 addressed to His Excellency the Ambassador.

As regards the position of the Ahmadiyya Community in India I have much pleasure in informing you that they are living peacefully and happily in India and that their sacred places are well protected and well looked after.

I thank you again for your kind letter and I shall be very glad to supply you with information on India whenever you want ....

With kindest regards,

Yours sincerely

(Sd. G. K. Mookerjee)

ترجمہ:۔

"پیارے مسٹر لطیف!

بحوالہ آپ کی چٹھی مورخہ ۲۳ رجون ۱۹۵۸ء بنام ہز ایکسی لنسی سفیر تحریر ہے کہ میں یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ ہندوستان کی احمدیہ جماعت امن اور خوشی سے رہ رہی ہے۔ اور اس کے مقدس مقامات کی پوری حفاظت اور دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

میں آپ کے عنایت نامہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ کو ہندوستان کے متعلق ہر اطلاع خوشی سے مہیا کر دوں گا۔"

(ناظر امور عامہ قادیان)

سچا راستہ دکھانے کیلئے خدا ہندیاک پیغمبروں کو بھیجا کرتا ہے۔ یہ ہندو۔ عیسائی۔ اسلام۔ یہودی۔ بدھ وغیرہ مذہبی نظریہ ہے۔ آج دنیا میں گناہ کی زیادتی اور بدی کی ترقی دیکھ کر ہر ایک خیال کرتا ہے کہ اوتار کی آمد قریب ہے۔ آج سے پچاس سال قبل ہمارے بھارت کے پنجاب کے صوبہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نامی ایک شخص پیدا ہو کر اپنے نمونہ زندگی اور تعلیم کے زور سے تمام مذہبی اصول کی سچائی بیان کر کے حقیقی مذہبی تقدس پھیلا گئے تھے۔ اُن کے بتائے ہوئے راستہ پر بہت لوگ ایمان لائے ہیں۔ ان کے خاندان میں صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب فی الحال اُنکی مذہبی تعلیم کو سمجھانے کے لئے کٹک تشریف لائے ہیں۔ ان کے ہمراہ مدراس کے مبلغ مولانا شریف احمد صاحب امینی اور اخبار "آزاد نوجوان" کے ایڈیٹر جناب محمد کریم اللہ صاحب بھی ہیں۔ آئندہ اتوار (یکشنبہ) بوقت ۱/۲ ۵ بجے کٹک ٹاری سنگھ سرن میں مورخہ ۲۵؍ ۵؍ ۵۸ء کو یہ لوگ اپنا نظریہ بیان کرینگے۔ وزیر ترقیات شری رادھا ناتھ۔ رتھ جلسہ کے صدر ہوں گے۔ تمام امن کے خواہشمند و مذہب کے دلدادہ لوگوں کی معاونت کی نہایت ضرورت ہے (سماج ۲۴؍ ۵؍ ۵۸ء) (پرجا تنتر ۲۴؍ ۵؍ ۵۸ء)۔

کٹک ۲۶ رمئی۔ کل شام ٹاری سنگھ سرن میں احمدیہ کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پوتے صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے تقریر فرمائی تھی۔ وزیر ترقیات شری جگت رادھا ناتھ رتھ اس جلسہ کے صدر ہوئے تھے۔ ہندسیوا سماج کے ممبر شری شیام سندر مترا وغیرہ اور بہت مقامی خاص خاص لوگ کثیر تعداد میں معزز مسلمان شرفاء اور طلباء اس جلسہ میں شریک ہوئے۔

مولانا شریف احمد صاحب امینی تلاوت قرآن کریم سے دعا کرنے کے بعد احمدیہ جماعت کے بانی احمدیہ مذہب کے پیشوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پیغام کا ترجمہ پڑھا گیا تھا۔ صدر شری رادھا ناتھ۔ رتھ نے خاص مہمان صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کا تعارف کرا کے کہا کہ یہ احمدیہ مذہب کس طرح ہندوستان اور پاکستان میں حتیٰ کہ سارے زمانے میں پھیلا ہوا ہے اس کا ذکر کیا تھا۔

مہمان خاص کی تقریر

مہمان خاص مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اللہ ایک ہے۔ سارے زمانہ میں ہندو۔ اسلام۔ کرسچین یہودی وغیرہ جو مختلف مذاہب قائم ہوئے ہیں۔ ان سب کے پیدا کرنے والے مذہب کے بانی اوتار۔ پیغمبر۔ رشی منی یا کسی برگزیدہ کو اسی ایک ہی خدا نے ذریعہ بھیجے ہوئے ہیں۔ گیتا۔ بائیبل وغیرہ مذہبی کتب میں کس طرح مذہبی تنزل کے واقع ہوتے وقت، دوبارہ مذہبی تقدس کو قائم کرنیکے لئے مذہبی اوتاروں کی آمد اسی بلادیں پیشگوئی و مشابہی بیان فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۲۰ء میں بنگال بہار اور اڑیسہ میں پہلی بار احمدیت داخل ہوئی تھی۔ تمام مذاہب کا یہ نظریہ اور نظریہ بین الاقوامی امن اور صلح کی یہ تبلیغ کرتی ہے۔ اسلامی بنیادی اصول ہے صلح و آشتی اور اخوت کا قیام کرنا یہی احمدیہ جماعت کا نظریہ ہے۔ جماعت احمدیہ مذہب اسلام اور قرآن کے بنیادی اصول کی تبلیغ کرتی ہے۔

جناب صمصام علی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جاہل عرب قوم کے لوگوں کے اندر مذہب پھیلا کر ان لوگوں کی روحانی ترقی کیلئے حضرت محمد مذہب اسلام کا پرچار کئے۔ مختلف مذاہب میں خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر۔ ولی۔ رشی اور منی کی طرح حضرت محمد (صلعم) کا خدا تعالیٰ سے تعلق تھا۔ انسان تمام مخلوقات میں اشرف ہے۔ اسلام کا اصل مقصد ہے۔ سارے زمانہ کو مخلوط طریق پر چلانا اسلام کا نظریہ ہے۔ حضرت محمد (صلعم) نے مستورات کو قوم میں حق دلوائے ہیں۔

جماعت احمدیہ مدراس کے مبلغ انچارج مولانا شریف احمد صاحب امینی نے فرمایا کہ مذہب کی تنزلی اور لامذہبیت کے نمودار ہونے سے نبی ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت محمد (صلعم) اسی طرح خدا کے نبی ہیں اور مرسل ہیں۔ جس طرح کرشن جی۔ عیسیٰ۔ کنفیوشس (علیہم السلام) کی طرح مذہب قائم کئے ہیں۔ دنیا میں امن اور صلح کو قائم کرنیکے لئے وہ تشریف لائے تھے۔ جماعت احمدیہ بھی نبی اور پیغمبر کے پیغام کی پیروی کر کے تمام دنیا میں قیام امن کے لئے کوشاں ہے۔

احمدیہ تحریک کے لیڈر و ایڈیٹر اخبار آزاد نوجوان محمد کریم اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اللہ ایک ہے۔ تمام مذاہب کے بنیادی اصول ایک ہیں۔ ہندو۔ عیسائی اور اسلام مذہب کے اصول بیان کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ اسلام میں شراب نوشی حرام ہے۔ کسی قانون کی رو سے شراب بینا جبراً ممانعت نہیں کیگئی ہے انسان کی اخلاقی ترقی اور پاک احکام شریعت پر عمل کر کے آزادی سے قبول کی گئی ہے۔ تم لوگ شراب مت پیو۔ یہی تھا حضرت محمد (صلعم) کا پیغام۔ دکن میں جس طریق سے رام سوامی نائیکر رام اور کرشن کی مورتیوں کی ہتک کرتے ہیں ان کو ناپسند کرتے ہوئے اس کی مذمت کی۔

صاحب صدر کی تقریر

وزیر ترقیات شری جگت رادھا ناتھ رتھ نے فرمایا کہ اڑیسہ میں سنگیا باخوردہ وغیرہ مختلف مقامات میں احمدیہ جماعت کے مسلمان رہتے ہیں۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سنگیا۔ کیندرا پاڑہ وغیرہ مختلف جگہوں کو گئے تھے۔ احمدیہ مذہبی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام مذہب کا حکم و نمونہ کب تک دوسرے مذہب کو منوانا۔ تمام مذاہب برابر ہیں مختلف مذاہب کے بنیادی اصولوں میں فرق نہیں۔ تمام مذاہب کا نظریہ بجا۔ آپ دھرم کی ترقی اور مذہبی کامیابی و حصول دوستی کیساتھ ساتھ کسے تبرک تمام بنی نوع انسان کی بھلائی حاصل ہوگی یہی احمدیہ مذہب کا نظریہ ہے۔ حضرت محمد (صلعم) کی سچی حقیقی تعلیم پر یہ جماعت قائم ہے۔ ستر سال قبل پاک برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی طرح کی تبلیغ کرتے تھے۔ یہی جماعت احمدیہ ہندو اور مسلمانوں میں اتحاد لائی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی بات تسلیم کئے ہوتے تو آج بھارت دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوا تھا جو صاحبزادہ وسیم احمد صاحب نے فرمایا۔ یہ واقعی درست ہے جو لوگ مذہب کے نام پر تحریک کر کے پاکستان قائم کئے تھے اس کا آج نام و نشان نہیں۔ مذہب کے نام پر غداری لالچ اور خود غرضی چلا ہے۔ انسانی سوسائٹی کی تباہی کیلئے بھی آئیٹم بم تیار ہوا ہے۔ آج انسان سچائی اور انصاف کے اصول کو بھول کر عیش کے پیچھے دوڑا ہے جس کے نتیجہ میں انسانی سوسائٹی کا تنزل ہوتا ہے۔ احمدیہ مذہب کے ماننے والے ہندو بھگوت گیتا کا۔ جدا جدا جوگے جوگے کی پیشگوئی کو یقین کرتے ہیں۔ خدا کے مرسل ظہور ہو کر مذہبی تقدس کو قائم کرتے ہیں۔ قرآن شریف بھی یہی کہتا ہے۔ عیسائی مذہب بھی یہی کہتا ہے مختلف علاقہ کے برگزیدہ کے ذریعہ خداوند کریم مذہبی تعلیم پھیلاتا ہے۔ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن لیکر مذہبی تبلیغ کرنا ہی مذہبی تعلیم ہے۔ لیکن یہ کبھی بھی حضرت محمد (صلعم) کا قول نہیں اپنے درمیان مختلف مذاہب کی تبلیغ کرتے وقت ہر مذہب کی برابری پر زور دینا چاہیئے تب ہم تمام ایک ہو سکتے ہیں اور اس طرح کی تبلیغ کے ذریعہ انسانی سوسائٹی کی بہتری ممکن ہو سکتی ہے ایک خدا ہماری سچی تعلیم قرآن میں بھی یہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے لوگوں کو دوسرے مسلمان حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے دور دور کرنیکے باوجود طرح طرح کی رکاوٹ ہوتے ہوئے احمدی لوگ حضرت محمد (صلعم) کے قائم کردہ

خطبہ جمعہ

وہی قوم زندہ کہلانے کی مستحق ہے جو اپنی خوبیوں میں دوسروں سے بلند اور ممتاز ہو

مومن کا معیارِ اخلاق معیارِ سچائی اور معیارِ ہمدردی یقیناً دوسروں سے بلند ہونا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ مئی ۱۹۴۹ء بمقام لاہور

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چونکہ یکم اگست ۱۹۵۸ء کو ناسازیٔ طبع کی وجہ سے جمعہ کے لئے تشریف نہیں لاسکے۔ اس لئے اس ہفتہ حضور کا ایک پرانا غیر مطبوعہ خطبہ احباب کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ جو حال ہی میں الفضل ۱۰ اگست ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں بار بار یہ مضمون دہرایا گیا ہے کہ

کیا مُردے زندوں کے برابر

ہوسکتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے۔ اور بظاہر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہر شخص واقف ہے۔ لیکن اگر سوچا جائے تو یہی چھوٹا سا مضمون اکثر اوقات دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات قومیں اس چھوٹی سی چیز کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے اپنے مقام کو کھو بیٹھتی ہیں دنیا میں اپنے مقام کو قائم رکھنے بلکہ سابق معیار سے اونچا ہونے کے لئے سہل ترین اور

سب سے آسان ذریعہ

یہی ہوا کرتا ہے کہ انسان اپنے اس مقام کی کیفیت کو یاد رکھے جس پر وہ کھڑا ہو۔ یہی بات یاد رکھنے سے انسان کی اس جدوجہد میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ جو اپنے مقام کو قائم رکھنے کے لئے وہ کیا کرتا ہے۔

مجھے خوب یاد ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جب کوئی ایسی بات دیکھتے۔ جو ان کے خیال میں ہمیں نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ تو وہ یہ فقرہ کہا کرتے تھے کہ میاں تمہیں معلوم ہے کہ تم کس کے بیٹے ہو۔ بس اس فقرہ میں سارا مضمون آجاتا تھا یعنی کسی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بھی انسان پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اس کے فعل کو لوگ اس کے باپ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ کبھی تو والدین کے افعال بیٹوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور کبھی بیٹوں کے افعال والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ

ایک دوسرے کی نیک نامی

یا بدنامی کا موجب ہوتے ہیں۔ اس فقرہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہوتا تھا اور اس کے معنے ہم سمجھتے تھے کہ کیا ہیں۔ کہتے ہیں کوئی شخص کفن چور تھا۔ جب کوئی آسودہ حال شخص مرتا تو وہ اس کی قبر کھود کر کفن چرا لیا کرتا تھا اور مردہ کو دوبارہ قبر میں گاڑ کر اس پر مٹی ڈال دیتا۔ اس کفن چور کا لڑکا اس کی نسبت زیادہ شریف تھا اور اپنے باپ کے پیشے سے احتراز کیا کرتا تھا۔ جب باپ مرا اور

کفن چوری بند ہوگئی

اور مردوں کی ہتک جاتی رہی تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ کفن چور فوت ہوگیا ہے اس کفن چور کے متعلق کسی شخص کو معلوم تو تھا نہیں کہ وہ کون ہے۔ کیونکہ وہ یہ کام چوری چھپے کرتا تھا۔ اور اس کے بیٹے کے متعلق بھی کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔ اور آیا وہ بھی کفن چور ہے یا نہیں۔ بیٹا یہ جانتا تھا۔ کہ اس کا باپ کفن چور تھا۔ جب وہ فوت ہوگیا تو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کہ اچھا ہوا وہ مرگیا اس کا بیٹا کفن چور نہیں تھا۔ جب یہ باتیں سنتا تو

یہ الفاظ اس پر گراں گزرتے

ایک دفعہ وہ اپنے ایک دوست کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اس اس طرح واقعہ ہوتا ہے۔ اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص میرے باپ کو خواہ وہ کیسا ہی تھا گالیاں دے۔ مجھے

کوئی ایسا علاج بتاؤ

جس کے ذریعہ میں ان باتوں سے نجات حاصل کرسکوں۔ اس نے کہا کچھ دن تم بھی یہ کام کر لو۔ تمہارے باپ کے عیوب چھپ جائیں گے۔ لیکن ایسا کام کرو جو پہلے سے زیادہ سخت ہو۔ اس نے اس نصیحت پر عمل کیا۔ اور کفن چوری کا کام شروع کر دیا۔ اس نے یہ کام کسی بُری نیت سے نہیں کیا۔ بلکہ اپنے

باپ کے عیوب چھپانے کے لئے

یہ کام شروع کیا۔ وہ کفن چرا لیتا۔ اور مردے کو ننگا چھوڑ کر آجاتا۔ اس کا باپ تو کفن اتار کر مردے کو دوبارہ قبر میں دفن کر دیتا تھا لیکن وہ یونہی آجاتا۔ جب مردوں کی دوبارہ ہتک ہونے لگی۔ جب چیلیں انہیں نوچتیں کتے ان پر حملہ آور ہوتے۔ تو لوگ دعا کرتے کہ خدا فلاں شخص پر رحم کرے وہ کفن چور تو تھا۔ مگر ہمیشہ مردوں پر مٹی ڈال دیا کرتا تھا۔

اب پتہ لگا ہے

کہ وہ کتنا شریف انسان تھا۔ اس طرح آہستہ آہستہ اس کے عیوب چھپ گئے۔ اور لوگوں نے اُسے گالیاں دینا اور بُرا بھلا کہنا چھوڑ دیا۔ جب اس کے بیٹے نے دیکھا کہ اب لوگوں نے اسے گالیاں دینا چھوڑ دیا ہے۔ تو اس نے بھی کفن چوری ترک کر دی غرض اس طرح بدنامیوں اور نیک نامیوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ اگر کسی میں کوئی عیب ظاہر طور پر پایا جاتا ہے تو وہ اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور اگر وہ عیب باطنی ہوتا ہے تو لوگ ایسی باتیں سنتے ہی بے نام گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح خوبیاں ہیں۔ اگر کسی میں کوئی خوبی ظاہری طور پر پائی جاتی ہے تو

لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں

لیکن اگر وہ خوبی باطنی ہوتی ہے تو لوگ بے نام تعریفیں کرتے ہیں۔ لیکن اس قاعدہ سے لوگ فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ قرآن کریم میں جب یہ کہا گیا کہ مُردہ زندہ کے برابر نہیں ہوسکتا تو اس کا سیاق و سباق بتاتا ہے کہ مُردہ وہ ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتا۔

یہ ایک دلیل ہے

جو خدا تعالےٰ نے کفار کے مقابلہ میں ان کے جھوٹے ہونے کے لئے دی۔ بلکہ یہ ایک طنز ہے جو مسلمان کے لئے معیرت کا ایک کوڑا ہے۔ جو مُردہ زندہ کے برابر نہیں ہوسکتا۔ یعنی ایک غیر مسلم کسی خوبی میں اور کسی میدان میں بھی ایک مسلمان کے برابر نہیں ہوسکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں یہ جو کہا گیا ہے کہ مُردہ زندہ کے برابر نہیں ہوسکتا اگر

اس کے یہی معنے ہیں

کہ ایک غیر مسلم ایک مسلمان کے برابر خوبیاں نہیں رکھ سکتا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر آپ کے جاننے والے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ تو بظاہر یہ درست نظر نہیں آتا کیونکہ آج ہر خوبی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر مسلمان سے زیادہ اچھا نظر آتا ہے۔ صفائی اس میں زیادہ پائی جاتی ہے محنت اس میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ احساس قومی اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اتحاد اور قربانی بھی [illegible] زیادہ اچھا ہے۔ رحم اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ انصاف اس میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ پاکیزگی اس میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ غیرت اس میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ غرض وہ

تمام اخلاقِ فاضلہ

جن کو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ اور اس رنگ میں بیان کرتا ہے کہ گویا وہ ایک مسلمان کی جائداد ہیں۔ اور جن کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا اے مخاطب اچھی باتوں کے متعلق تم کیا پوچھتے ہو۔ یہ تو مومن کا کھویا ہوا مال ہیں۔ اسے جہاں کہیں یہ چیزیں ملیں وہ انہیں جھپٹ کر لے جائے۔ یعنی کوئی حسن ایسا نہیں کوئی خوبی ایسی نہیں جسے یہ اپنے غیر کے پاس جانے دے گویا

اس کا مطلب یہ تھا

کہ ہر خوبی اور ہر حسن کے مالک مسلمان ہی ہوں گے لیکن اب تو یہ ہے کہ کلمۃ الحکمۃ مسلمان کے لئے نفرت کی جگہ ہے اور اس کی حد سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔ اگر یہ اس کی جیب میں بھی ہو تو وہ اسے پھینک دیتا ہے اگر یہ اس کے گھر میں بھی ہو تو وہ اسے نکال دیتا ہے۔ اور جب تک وہ اسے اپنے سے جدا نہ کر لے اسے چین نہیں آتا۔ مگر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کیا مُردے زندوں کے برابر ہوسکتے ہیں۔ اب یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ [illegible] مسلمان اس درجہ تک نہیں پہنچ سکا جس کی طرف

اس فقرہ میں اشارہ

کیا گیا ہے۔ اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ آج کا مسلمان وہ مسلمان نہیں رہا جس کے متعلق یہ فقرہ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن پرانے مسلمان کے متعلق یہ فقرہ صحیح اور درست تھا گویا آج کا مسلمان عملاً مسلمان ہی نہیں کہ اس کے متعلق یہ فقرہ کہا گیا ہو۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا پڑے گا کہ قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ مُردے زندہ کے برابر نہیں ہوسکتے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ مُردوں مُردوں میں بھی فرق نہیں ہوتا پہلے مسلمان زندہ تھے اور غیر مسلم زندہ نہیں تھے۔ لیکن اب یہ بھی مُردہ ہیں اور وہ بھی مُردہ ہیں۔ [illegible]

حقیقت سے دُور

ہیں اور وہ بھی حقیقت سے دور ہیں۔ لیکن مُردوں مُردوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ دو تین دن کا مُردہ تازہ مُردہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تین چار دن کا مُردہ تو سڑ رہا ہوگا۔ اور اس میں سے بدبو آرہی ہوگی اور تازہ مُردہ اس سے بہر حال اچھا ہوگا۔ خواہ وہ مُردہ ایک مسلمان کا ہو یا ایک عیسائی کا ہو۔ ایک مسلمان کے مُردے میں بھی سڑ جانے کے بعد کیڑے پڑ جائیں گے اور ایک عیسائی کے مُردہ جسم میں بھی سڑ جانے کے بعد کیڑے پڑ جائیں گے۔ گویا اب کہنا پڑے گا کہ قرآن کریم نے یہ تو کہا ہے کہ مُردے زندوں کے برابر نہیں ہو سکتے مگر یہ نہیں کہا کہ مسلمان ہمیشہ زندہ رہیں گے اور اگر یہ نہیں کہا کہ مسلمان ہمیشہ زندہ رہیں گے تو

اس کے یہ معنے ہوں گے

کہ وہ بھی کسی وقت مُردہ ہو جائیں گے۔ اور قرآن کریم نے یہ کب کہا ہے۔ کہ مُردوں مُردوں میں فرق نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان کا مُردہ بھی خراب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ مسلمان صداقت سے دور ہو کر کبھی زیادہ خراب ہو جائیں گے۔ اور کبھی کم۔ لیکن بہر حال جو قوم اپنے آپ کو زندہ سمجھتی ہے اس کو مُردوں کے مقابلہ میں اپنے

کیریکٹر کا معیار

زیادہ اچھا رکھنا پڑے گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ زندہ بھی ہو اور اس میں اتنی سچائی نہ پائی جائے جتنی مُردوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ زندہ بھی ہو اور اس میں اتنی محنت نہ پائی جاتی ہو جتنی مردوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ زندہ بھی ہو اور اس میں اتنا رحم نہ پایا جائے جتنا مُردوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہو۔ تو تمہارا معیارِ انصاف، تمہارا معیارِ رحم، تمہارا معیارِ عدل، تمہارا معیارِ سلوک اور

تمہارا معیارِ احسان اور رحم

بہر حال مُردوں سے زیادہ بالا ہوگا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ تمہیں زندہ کہا جاسکے۔ آخر مُردہ سے یہاں یہ معنے تو نہیں۔ کہ اس کی رُوح نکل گئی ہو۔ اس کی آنکھ دیکھ نہ سکتی ہو اس کے کان سُن نہ سکتے ہوں۔ اور اس کا جسم حرکت نہ کر سکے۔ اور نہ زندہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس کا جسم حرکت کرتا ہو۔ اس کی آنکھیں دیکھتی ہوں۔ اس کے کان سُنتے ہوں۔ اور اس کے سانس کا تنفس اور تنزل کا سلسلہ لگا ہوا ہو۔

یہاں وہ معنے مراد نہیں

یہاں اس سے روحانیت کا نکل جانا مراد ہے۔ اخلاق فاضلہ کا مٹ جانا مراد ہے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے اندر روحانیت بھی نہ ہو۔ تمہارے اندر اخلاق فاضلہ بھی نہ پائے جائیں۔ اور پھر تمہیں زندہ کہا جائے۔ اور تمہارے دشمن کو جس میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں مُردہ کہا جائے اور اگر وہ باتیں تم میں بھی پائی جاتی ہوں لیکن تم اپنے دشمن سے پیچھے رہ گئے ہو تب بھی اس کے مقابلہ میں تمہیں

زندہ نہیں کہا جا سکتا

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ مُردہ تو چلتا ہو اور زندہ سارا دن ایک جگہ پڑا رہے۔ مُردہ تو آنکھیں کھولتا ہو اور وہ دیکھتا ہو۔ مگر یہ نہ دیکھتا ہو۔ مُردہ سُنتا ہو خواہ وہ کچھ اونچا ہی سُنتا ہو لیکن سُنتا ضرور ہو۔ مگر یہ نہ سُنتا ہو۔ یہ تو ویسے ہی حماقت ہوگی۔ جیسے ہمارے سکول کے بعض لڑکوں نے کی۔

جب ہم سکول میں پڑھا کرتے تھے

اُس زمانہ میں ہمارا اسکول چھوٹا سا تھا۔ اور ہیڈ ماسٹر اور بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ ایک ہی تھا۔ سکول میں تھوڑے سے لڑکے تھے۔ ایک دن اس کے اسسٹنٹ سے کسی نے شکایت کی کہ عشاء کی نماز میں بورڈنگ کے لڑکے بہت تھوڑے آتے ہیں۔ یہ شکایت زیادہ پھیلی اور ہیڈ ماسٹر کے کانوں تک بھی پہنچی۔ اس نے

اصل انچارج سے پوچھا

کہ لڑکے عشاء کی نماز میں کیوں نہیں جاتے انچارج نے کہا۔ لڑکے نماز میں جاتے تو ہیں لیکن بڑے جاتے ہیں اور چھوٹے لڑکے سو جاتے ہیں اور میں انہیں چھوڑ جاتا ہوں۔ ہیڈ ماسٹر نے پوچھا۔ ایسے لڑکے کتنے ہیں جو نماز میں نہیں جاتے۔ اس نے کہا انیس۔ ہیڈ ماسٹر نے کہا۔ اچھا میں کسی دن آؤں گا اور دیکھوں گا۔ کہ کون کون لڑکے نماز میں نہیں جاتے۔ وہ ایک دن بورڈنگ میں گئے۔ لڑکے سو رہے تھے۔ وہ پائنتی کی طرف کھڑے ہو گئے۔ ہیڈ ماسٹر نے انچارج سے دریافت کیا تم کس طرح خیال کرتے ہو کہ یہ لڑکے سو رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ میں انہیں جگاتا ہوں اور یہ نہیں ہلتے۔ ہیڈ ماسٹر نے کہا واہ

یہ بھی کوئی پہچان ہے

سچ مچ سونے والوں اور بناوٹی سونے والوں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ بناوٹی سونے والوں کے بدن میں کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ لیکن جو سچ مچ سو جاتے ہیں ان کے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلتا رہتا ہے۔ سترہ لڑکے جاگ رہے تھے اور بناوٹ کر رہے تھے۔ اُنہوں نے یہ سنتے ہی اپنا دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلانا شروع کر دیا تا وہ یہ ثابت کریں کہ وہ سچ مچ سوئے ہوئے ہیں۔ جس طرح ان لڑکوں نے اپنے

سونے کی علامت

پاؤں کا انگوٹھا ہلنا سمجھا۔ حالانکہ سونے والا حرکت نہیں کرتا۔ اسی طرح تم بھی یہ خیال کرتے ہو۔ کہ روحانیت تم میں نہ پائی جائے اخلاق فاضلہ تم میں نہ پائے جائیں انصاف تم میں کم ہو۔ عدل تم میں کم ہو۔ پاکیزگی تم میں کم ہو۔ دیانت اور امانت تم میں کم ہو۔ اور پھر روحانی طور پر تم زندہ بھی ہو۔ لیکن جس میں یہ سب چیزیں پائی جاتی ہوں۔ وہ مردہ ہو۔

یہ تعریف ایسی ہی ہے

جیسی اس ہیڈ ماسٹر نے کی۔ کہ جو سچ مچ سو جاتے ہیں اُن کے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلتا رہتا ہے۔ اور جو بناوٹی طور پر سو رہے ہوتے ہیں ان کا سارا جسم ساکت ہوتا ہے۔ یہ کیسی ہنسی والی بات ہے۔ لیکن کیا تم نے کبھی اپنے نفس پر بھی غور کیا ہے۔ ہم کہتے تو یہ ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر ہم زندہ ہو گئے۔ اور ایک غیر مسلم ہمارے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن کیا ہم اخلاق میں بھی اس سے بڑھ کر ہیں۔ اگر ہم اخلاق میں اس سے بڑھ کر نہیں تو پھر ہم بھی مردہ ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے۔ ہمارے دشمن میں

قربانی کا احساس

زیادہ پایا جاتا ہے۔ اُسے وقت کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی عادت ہو۔ وہ آپس کے معاملات کو ہم سے زیادہ اچھی طرح طے کر سکتا ہو۔ اس میں دیانت و امانت ہم سے زیادہ پائی جاتی ہو۔ لیکن زندہ ہم ہوں۔ اور وہ مُردہ۔ اگر تمہاری صحبت دنیا تلاش نہیں کرتی۔ اگر تمہارے پاس بیٹھنے کو وہ نعمت قرار نہیں دیتی اور تمہاری دوستی کو وہ خدا تعالےٰ کا ایک فضل قرار نہیں دیتی۔ تو تم زندہ کیسے کہ ہو۔ اور تمہارا دشمن مردہ کیونکر ہے۔ ہاں اگر تمہارے اخلاق فاضلہ تمہیں

ایک نمایاں حیثیت

دے دیتے ہیں۔ اگر تمہیں دیکھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ تم میں اور تمہارے غیر میں بڑا امتیازی فرق ہے۔ اگر تمہیں اس کے ہمسائے کے پاس کھڑا کر دیا جائے اور پھر اس سے پوچھا جائے کہ کیا تم ان دونوں کو برابر سمجھتے ہو۔ تو وہ بے ساختہ کہہ دے کہ یہ ہو کیسے سکتا ہے۔ دوسروں کی اس کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے۔ ان کے اخلاق کجا اور اُن کے اخلاق کجا۔ تو پھر بے شک تمہارا دعوےٰ صحیح ہو سکتا ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ اور مردہ زندہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو پھر

دو باتوں میں سے ایک ضرور ہوگی

یا تو وہ سلسلہ جس میں تم داخل ہوئے ہو نعوذ باللہ جھوٹا ہے اور تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ وہ سلسلہ تمہیں زندگی دیتا ہے۔ اور یا وہ سلسلہ تو سچا ہے۔ لیکن تم جھوٹے ہو۔ کیونکہ تم میں وہ آثار نہیں پائے جاتے جو ایک زندہ میں پائے جانے چاہئیں۔

پس اس معیار کو سامنے رکھ کر تم اردگرد کے لوگوں کو دیکھو۔ اور پھر معلوم کرو۔ کہ کیا تم میں اور اُن میں کوئی فرق پایا جاتا ہے۔ کیا تم میں ان سے زیادہ صداقت پائی جاتی ہے۔ کیا تم میں ان سے زیادہ محنت پائی جاتی ہے۔

. . . .

کیا تم ان سے زیادہ وقت کی قدر کرتے ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ دیانتدار ہو۔ کیا تم میں ان سے زیادہ رحم پایا جاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ امین ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ کریم ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ عقلمند اور فہیم ہو۔ کیا تم ان سے زیادہ دور اندیش ہو۔

اگر تمہیں جواب ملے

کہ ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ تو سمجھ لو کہ تم جس جگہ بھی ہو گے زندہ ہو اور سچے طور پر زندہ ہو۔ تم دریا سے باہر رہ کر گیلے ہونے کا دعوےٰ نہیں کر رہے۔ تم ابھی پانی میں غوطہ لگا کر باہر آئے ہو۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو تمہارا یہ دعوےٰ ان بیوقوفوں کی طرح ہوگا۔ جو ریت پر بیٹھ کر خیال کرتے ہیں کہ ان کا جسم گیلا ہے۔ اگر تم سچ مچ پانی میں گھس جاتے ہو۔ تو وہ لازماً تمہیں گیلا کر دے گا۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور تمہیں اس کا جواب نفی میں ملتا ہے تو

تمہیں سوچنا چاہیئے

کہ جسے تم نے صداقت سمجھا ہے کیا وہ فریب اور جھوٹ تو نہیں۔ اگر تمہاری عقل کہتی ہے کہ وہ سچ ہے۔ تو تمہیں اپنے نفس کو کہنا چاہیئے اے نفس تو ہی جھوٹا ہے۔ تو نے جو یہ سمجھا تھا کہ میں پانی میں کود پڑا ہوں درست نہیں۔ تو ابھی باہر ہی کھڑا ہے۔ تو نے ابھی

عرفان کے دریا میں

چھلانگ نہیں لگائی۔ اگر تم یہ سوچو۔ تو تم میں کتنی راستی پیدا ہو جائے۔ اگر تم اس نتیجہ پر بھی پہنچ جاؤ۔ کہ زندہ مردہ سے بہر حال بہتر ہوتا ہے تب بھی تمہارا کیریکٹر پہلے سے بہت زیادہ اونچا ہو جائے گا۔ تم پہلے سے زیادہ جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ گے تم پہلے سے زیادہ محنت کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔ اور اپنی حالت کو پہلے سے بہتر بنانے کیلئے کوشش کرو گے اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو تم ایسے تاریکی میں پڑ جاؤ گے جس سے نکلنے کا تمہیں کوئی موقعہ نہیں ملے گا۔

حضرت سیدہ ام ناصر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات پر احباب جماعت کی طرف سے گہرے رنج و الم کا اظہار

(۲)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا تعزیتی ریزولیشن

حضرت سیدہ ام ناصر کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حسب ذیل ریزولیشن پاس کیا
نقل ریزولیشن صدر انجمن احمدیہ قادیان نمبر ۱۸۹ مورخہ ۵۸-۸-۱۰ غیر معمولی۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حضرت سیدہ اُمِ ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالے عنہا کی وفات کی اطلاع پر انتہائی صدمہ اور دُکھ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت سیّدہ مرحومہ رض کو حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کی نصف صدی سے زائد عرصہ سے رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ خود سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو اپنے موعود فرزند کی زوجیت کے لئے انتخاب کیا اور خواتین مبارکہ میں داخل فرمایا۔ آپ کو لمبا عرصہ تک سلسلہ کی گراں بہا خدمات بالخصوص سلسلہ کی مستورات کی راہنمائی اور تربیت کا موقعہ ملا۔ اور خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید کے نشانات مشاہدہ کرنے کی توفیق ملی۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے اخلاص اور جذبہ دین کو نوازتے ہوئے آپ کو کثرت سے سلسلہ کی خادم اور فدائی اولاد بھی بخشی۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت سیدہ مرحومہ رض کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور مقدس اہل بیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے افراد کی خدمت میں اظہار تعزیت و غم کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سیدہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سب جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار مرزا وسیم احمد قائمقام ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ

شیموگہ (میسور)

ریڈیو پر حضرت ام ناصر احمد صاحبہ رض کی اچانک وفات کی خبر سنکر سخت صدمہ ہوا۔ بعدہٗ احباب جماعت کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں تمام افراد نے اس سانحہ پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اسی وقت جماعت کی طرف سے ایک تار سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں اور ایک تار صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں تعزیت کا دیا گیا۔

خاکسار رشید دارا احمدی نائب صدر جماعت احمدیہ شیموگہ

جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑلیسہ)

جماعت احمدیہ سونگھڑہ میں یہ خبر رحمت اثر پہنچی کہ حضرت ام ناصر احمد صاحبہ رض کی رحلت ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس اندوہناک خبر سے جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے ہر فرد کو شدید دلی صدمہ ہوا۔ بعد نماز جمعہ حضرت ام ناصر احمد صاحبہ کا جنازہ غائب پڑھا گیا اور نماز کے بعد ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت ام ناصر احمد رض کے صفات حسنہ کا تذکرہ کیا گیا۔ اس غم میں جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے جملہ افراد حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور موصوفہ کے جملہ لواحقین کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اللہ تعالےٰ سیدہ موصوفہ کو اپنے قرب میں جگہ دے اور ہم سب کو صبر کی توفیق بخشے آمین۔

خاکسار بدر الدین احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سونگھڑہ۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

جماعت احمدیہ حیدرآباد کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حرم محترم حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس دار فانی سے کوچ کر جانے کی اطلاع بذریعہ اخبار بدر ہونے پر انتہائی دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم جمیع افراد جماعت اس قومی نقصان عظیم پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز محترمہ مرحومہ کے پسماندگان و دیگر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنج و غم میں برابر کے شریک ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل و کرم سے مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اور جملہ لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔

محمد عبد اللہ بی۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ بی سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ حیدرآباد۔

چندہ کنٹہ

اخبار بدر مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۵۸ء چندہ کنٹہ میں ۸ر اگست بروز جمعہ پہنچا۔ ربانی ملک بدر

سیّدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا

(از محترم جناب شیخ محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

آپ کی وفات پر جماعت احمدیہ کے ہر فرد نے اپنے اپنے اخلاص اور تعلق روحانی کے لحاظ سے اثر لیا ہے۔ خاکسار اکمل بھی بہت متاثر ہوا۔ جعل اللّٰہ جنۃ الفردوس مثواھا۔ جب میرے جدّ امجد صدر الصدور دہلی اور مولانا گل محمد خان جالندھری سے فارغ التحصیل ہو کر ۱۸۵۷ء سے پہلے واپس اپنے وطن لوٹے تو لاہور میں اس خاندان خلفاء سے تعارف ہوا جو اپنے علم و فضل اور ثروت و رسوخ کے لحاظ سے مشہور تھا۔ اسی واسطے سے نواب غلام محبوب سبحانی کی معلمی و اتالیقی کی خدمت سپرد ہوئی تو میرے دادا صاحب مولانا بدر الدین مرحوم نے گولیکی پیرزادوں میں ایک خاتون کو عقد نکاح میں لے کر جن سے میرے والد مولوی امام الدین صاحب فیض پیدا ہوئے لاہور رہائش اختیار کی مگر اسی خاندان کے قرب و جوار میں مگر زیادہ دیر تک میری دادی صاحبہ رہ نہ سکیں اور واپس آنا پڑا۔ گولیکی آ کر مکان بنوایا۔ مسجد بنیاد کی اور درس و تدریس شروع کی۔ ۲۵ - ۲۶ طلباء درویش جن کو مولوی اور عالم کہا جاتا تھا۔ پھر میرے والد ماجد جوا ہل اللہ کی تلاش میں رہتے بٹالہ کے میاں خاندان کے سجادہ نشین سے یہ خبر پاکر کہ کوئی غوث شروع صدی میں ہونے والا ہے۔ قادیان پہنچے اور ان کی طفیل مجھے بھی ۱۸۹۴ء میں سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہو چکا تھا لیکن بوجہ بیماری رکا رہا۔ اور گولیکی سے مضامین لکھتا رہا اور بعض کتب تالیف کیں۔ ظہور المسیح۔ ظہور المہدی۔ اولاً بدر میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادارت کا شرف حاصل ہوا نومبر ۱۹۱۱ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر تشحیذ الاذہان کا کام سپرد ہوا اسی وقت سے مجھے اور بھی زیادہ قریب ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ الفضل کے لئے سب انتظام میرے سپرد تھا جس کے لئے تیاری کرلی گئی۔ سوال یہ تھا کہ ابتدائی اخراجات کی کیا صورت ہو۔ سو اللہ تعالےٰ نے اس نیک خاتون محترمہ ام ناصرؓ اور سیدہ ام المومنینؓ پھر حضرت نواب صاحبؓ کے ذریعہ اس فکر کو بھی ہلکا کر دیا۔ پیر و تجار میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک دورہ کیا اور خریدار بنائے۔

اس کام کو جس کی بنیاد ام ناصرؓ کے عطیہ و ایثار سے ہوئی۔ جو فروغ حاصل ہوا۔ الفضل کی موجودہ اشاعت سے ظاہر ہے مصباح بھی اسی میں شامل ہے۔ کیونکہ ابتداء میں الفضل ہی سے فنڈ۔ کاغذ۔ کتابت۔ طباعت سے اس کو امداد ملی۔ ایک دفعہ خواتین کا جلسہ تھا ابھی مصباح جاری نہیں ہوا تھا میں کارروائی نوٹ کرنے کے لئے اندرون خانہ حاضر ہوا۔ خواتین کمرہ میں تھیں کچھ چھوٹے سے صحن پر ایک پردہ پڑا تھا۔ کرسی پر حضور پردے سے باہر تشریف فرما تھے میں سیڑھیوں کے دروازہ سے نکل کر کرسی کے پیچھے چپ چاپ فرش پر بیٹھ گیا۔ معلوم نہیں کس طرح خبر ہو گئی۔ جو میرے لئے ایک چھوٹا سا غالیچہ ایک بچی لے آئی۔

چونکہ مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور میرا لڑکا عبد الرحمٰن جنید ہم عمر تھے (پیدائش ۱۹۰۹ء) آپس میں ایک دوسرے کے ہاں آمد و رفت تھی۔ جب دعوت ولیمہ ہوئی میں قادیان سے گو نکل گیا ہوا تھا تو میری بجائے جنید کو بلا بھیجا۔ جب حضور ولایت گئے تو اس کے لئے جنید تحفے دوات جہاز سے بیٹے کا دیئے ذالک ہمراہ لئے۔ جب عزیز جنید کی شادی ہوئی تو سفر بیاہ آدھا دن سیدہ ام ناصر اس کے لئے سامان وغیرہ کی تیاری میں اُم جنید کے ساتھ ہمارے ہاں شریک و مشیر کار رہیں۔ میں جب ربوہ آیا تو عزیزہ مرزا رفیق احمد سلمہ کے ذریعے کئی بار دعا کے لئے کہلا بھیجا۔ ام جنید لاہور سے آئیں اور دریافت حالات و ملاقات کے لئے۔ اوّلاً انہیں کے پاس گئیں اور پیغام آئیں کہ بیماری سے بہت تکلیف ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آرام میں رکھے میں دعاؤں میں لگا رہا اور میں نے رؤیا میں دیکھا کہ روشنی ہے رستہ صاف ہے مگر جہاں پہنچنا چاہتا ہوں وہ مقام دھند سے ڈھپا ہوا ہے جس سے مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں۔ بدھ کی شام کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے دعا کے لئے چند بزرگوں کے نام لفافے تھے ایک مجھے بھیج میرے نام رغالباً آخر نہ گیا ہو باغ اویم درنہ من آنم کہ من دانم) بھی تھا ۸ بجے عشاء۔ مجھے تین دن سے ہلکا بخار تھا اور دیگر عوارض جن سے راتیں عموماً بے چینی، بے خوابی میں گذرتی ہیں۔ تاہم طبیعت کو ... کرکے دعا شروع کی۔ تو زبان پر لفظ نجف لفظ ہم بماھو کا تھی۔ دل پر ایک دھکا لگا۔ اسی وقت اسی لفافہ پر یہ نکتہ دیا۔ دعا تو جاری رہی مگر تقدیر مبرم نے اپنا کام کرنا تھا صبح خبر وصال آگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاکسار اکمل عفا اللہ عنہ۔

ضروری تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۷ر اگست میں فہرست دعوتی چندہ دینے کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل افراد کے نام غلط شائع ہوئے ہیں درستی فرمالی جائے (۱) ڈلی بیگم سید حسین صاحب کاچی گوڑا

(۲) سیدہ بگم صاحبہ ابن ″ ″ ″

(۳) میر جہانگیر احمد ″ ″ ″

(۴) اسی طرح اخبار بدر مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۵۸ء ...

چندہ جات کے متعلق

احباب جماعت اور مقامی عہدیداروں کی ذمہ داریاں

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال قادیان

یہ امر کسی مخلص احمدی سے مخفی نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور تنظیمی کاموں کی تکمیل کے لئے اموال کی ضرورت ہے۔ کوئی کام بدوں مالی وسائل انجام نہیں پا سکتا۔ ان مقاصد کی بجا آوری کے لئے نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی سے چندے ادا کرنے اور اسی طرح بجٹ لازمی چندہ جات اور بعض دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فی صدی ادائیگی کے لئے احباب جماعت کو اخبار و سائیکلوسٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے جماعتوں میں دوروں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ نیز جماعتوں کے عہدیداروں کو بھی مذکورہ بالا طریق پر توجہ دلانے کے علاوہ ہر ماہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ اور اس کے مقابل پر آمد چندہ جات اور پوزیشن بقایا سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اکثر جماعتوں کے عہدیداران دوران سال میں نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی باقاعدگی سے وصولی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں متعدد جماعتوں کے ذمہ ہر سال بقایا میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ اور ہر مالی سال کے اختتام پر جماعتوں کی طرف سے بقایا داران کی طویل فہرستیں موصول ہو جاتی ہیں۔

عہدیداران کا باقاعدگی سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندے وصول نہ کرنا اور سو فیصدی بجٹ کو پورا نہ کرنا اور اسی طرح احباب جماعت کا اپنے وعدوں کے مطابق چندے سو فیصدی ادا نہ کرنا اس امر کا احساس دلاتا ہے کہ چندوں کی ادائیگی اور وصولی کی طرف سے بے توجہی اس وجہ سے پیدا ہو گئی ہے کہ احباب اور عہدیداران یہ خیال کرنے لگے ہوں کہ جس مقصد کو لے کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے شاید اس مقصد کی تکمیل ہو چکی ہے۔ یا اس مقصد کی تکمیل کے لئے اب سلسلہ کو احباب جماعت اور عہدیداران کے تعاون کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احیاء اسلام اور تربیت و اصلاح کے جس عظیم الشان مقصد کو لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ اس کی تکمیل کا بیشتر حصہ ابھی باقی ہے۔ ہندوستان میں تبلیغ احمدیت اور جماعتوں کی تربیت و اصلاح اور تنظیم کی ذمہ واری ہر احمدی پر عائد ہوتی ہے جس سے ہم صرف اسی صورت میں عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ کہ ہر فرد جماعت عہد بیعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی صحیح آمد ظاہر کرتے ہوئے بجٹ چندہ جات کی صحیح تشخیص کرائے۔ اور پھر چندے ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کرتا رہے اور اپنے بجٹ کو اختتام مالی سال سے قبل سو فیصدی ادا کر دے۔

اسی طرح عہدیداران میں اس امر کا احساس پیدا ہونا چاہیئے کہ عہدے صرف اعزاز کیلئے نہیں ہوتے۔ بلکہ انتہائی توجہ اور جانفشانی سے جماعتی امور انجام دینے اور باقاعدگی سے چندے وصول کرنے اور جماعتوں کا بجٹ سو فی صدی پورا کرنے کے لئے تفویض کئے جاتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ابھی ہمیں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے بہت کچھ کرنا ہے اور اس کیلئے بے انتہا مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور اسی کے پیش نظر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بھی دوستوں سے کہا تھا۔ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں۔ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بتایا تھا کہ اب ہماری جماعت کا کام اس قدر بڑھ گیا ہے کہ جب تک تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی سالانہ آمد لاکھوں روپیہ تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک سلسلہ کے کام خوش اسلوبی سے نہیں چل سکتے۔"

ہر مخلص اور خدمت اسلام کا جذبہ رکھنے والا احمدی سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد حقیقت پر مبنی ہے۔ پہلے بھی جماعتوں نے حضور کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے اپنی حقیر مالی خدمات اور دوسری قربانیوں کے ذریعہ خدمت دین میں حصہ لیا۔ لیکن اب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یہ مطالبہ فرماتے ہیں۔ کہ تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں اور جماعتی کاموں کے بڑھ جانے کے ساتھ ساتھ مخلصین جماعت کی مالی قربانیاں بھی بڑھ جانی چاہئیں۔ تاکہ سلسلہ کے کام اب بھی اور آئندہ بھی پوری خوش اسلوبی سے چل سکیں۔

یاد رہے کہ ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء" پر دل و جان سے ایمان رکھتا ہے لیکن کیا ہی خوش قسمت وہ مخلصین ہیں جو اپنے مال بے دریغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے خود بھی مقدس الہامی پیشگوئی کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ گویا وہ ثابت کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان سے ان کے دلوں پر اسلام و احمدیت کی اشاعت کے لئے بے دریغ اموال خرچ کرنے کی وحی کی ہے۔

اسی طرح جماعتوں کے عہدیداران جن پر چندوں کی باقاعدگی سے وصولی اور سو فی صدی بجٹ پورا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ انہیں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی ... [best reading below]

بمنت این اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کا ان احباب جماعت اور عہدیداران کو تو مفت میں اجر ملتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے غلبہ دین اسلام بر ادیانِ باطلہ تو روز ازل سے ہی مقدر کر رکھا ہے۔

پس احباب جماعت اور عہدیداران ہر ایک کے لئے لمحۂ فکریہ ہے احباب اللہ تعالیٰ کے نزدیک جواب دہ ہیں۔ کہ کیا انہوں نے چندے باقاعدگی سے ہر ماہ ادا کئے۔ اور سو فیصدی ادائیگی کرتے رہے۔ اور عہدیداران بھی جواب دہ ہیں۔ کہ کیا انہوں نے اپنے فرائض کو کماحقہ انجام دیا۔ چندے باقاعدگی سے وصول کرتے رہے۔ اور جماعتوں کے بجٹ سو فی صدی وصول کئے۔

مجھے امید ہے۔ کہ قربانیوں کے اس غیر معمولی دور میں جماعت کا ہر فرد اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتے ہوئے اپنی سستی اور غفلت کو ترک کر کے مالی قربانی کا بہترین نمونہ پیش کرے گا۔ اور اس بات کا عملی طور پر ثبوت دے گا کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خواتین جماعت احمدیہ کا عظیم الشان کارنامہ
مسجد فضل لنڈن اور مسجد احمدیہ ہالینڈ

از محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

پنجاب کی اس چھوٹی سی اور گمنام بستی قادیان سے جب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے اقوام عالم کا موعود ہونے کا دعوے فرمایا تو مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ دنیا بھر میں جتنے بھی موجود مذاہب تھے ان کے نامور علماء نے اس مدعی کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کر لیا۔ وہ اپنے علم و فضل کے بل بوتے پر اپنے پیروکاروں کے کاندھوں پر سوار ہو کر ہر قسم کے جائز اور ناجائز ہتھیاروں سے لیس ہو کر آگے بڑھے اور اس کی بستی سے بلند ہونے والی اس آواز کے راستہ میں دیواریں کھڑی کرنا شروع کر دیں۔ ان میں نام کے مسلمان علماء و فضلاء اور گدی نشین بھی تھے۔ جن کی پشت پر کروڑوں مرید اور عقیدت مند تھے ان میں عیسائیوں کے شہرہ آفاق پادری بھی تھے جن کی پشت پناہی ایک ایسی حکومت کر رہی تھی جس کی مملکت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ ان میں دوسری غیر مسلم اقوام کے ودوان بھی تھے جن کے ساتھ مال و زر کی فراوانی تھی۔ یہ سب لوگ مختلف تھے۔ ان کے عقائد ایک دوسرے سے متضاد تھے۔ ان کے مذاہب ایک دوسرے کے متقابل تھے۔ مگر قادیان سے وہ آواز بلند ہونے کی دیر تھی کہ یہ سب ایک میدان میں جمع ہو گئے۔ اور آپس میں سر جوڑ کر اس آواز کو دبانے کے منصوبے باندھنے لگے۔ مگر اس آواز میں اتنی طاقت تھی کہ وہ گنبد سپہر سے ٹکرا کر واپس جو لوٹی تو معلوم دنیا کے کناروں تک اس کی بازگشت نے ایک ایسی گونج پیدا کر دی جس میں ایک اٹوٹ تسلسل اور ایک بے وقفہ استمرار تھا۔ اس آواز میں اس قدر قوت مؤثرہ تھی۔ کہ اس نے ایک طرف مدہوش سعید روحوں کو بیدار کر دیا اور دوسری طرف باطل کے ایوانوں کے کنگرے ہل گئے اور پھر باطل اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت اپنی تمام طاقتیں مجتمع کر کے اس سمت کو بڑھا جہاں سے یہ آواز آ رہی تھی۔ اور جب اسے معلوم ہوا کہ پنجاب میں ایک قطعی غیر معروف بالکل کور دیہہ اور ایک چھوٹی سی بستی قادیان سے یہ آواز اٹھ رہی ہے اور ادھر اس نے اپنی طاقتوں کو دیکھا تو ایک جذبہ غرور و استکبار کے ساتھ اس کی گردن بلند ہو گئی۔ اس نے دل میں کہا یہ آواز کیا چیز ہے میں اسے بس چند ہی ساعتوں میں یوں دبا دوں گا کہ کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ یہ کس کی آواز تھی۔ یہ سوچ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا اور اس آواز کی قوت مؤثرہ نے اس کے دل و دماغ پر جو اثر کیا تھا وہ وقتی طور پر زائل ہو گیا۔

مگر وہ آواز ایک لامتناہی تسلسل کے ساتھ بلند ہوتی چلی گئی۔ پہلے سے بلند۔ اور بلند۔ دور اور دور تک پہنچتی چلی گئی۔ وہ سعید روحیں جو اس آواز کو سن کر بیدار ہوئی تھیں۔ آہستہ آہستہ باطل کی تیار کردہ دیواروں اور حائلات کو عبور کر کے اس آواز کے مرکز میں پہنچنا شروع ہو گئیں۔ علماء نے مسجد کے منبر پر چڑھ کر قرآن کریم ہاتھوں میں لے کر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ مرزا جھوٹا ہے۔ پنڈت نے مندر میں پادری نے چرچ میں شور مچایا کہ قادیان میں جانا مہاں پاپ ہے۔ مگر ان سب کی آوازیں بے اثر ہو گئیں اور قادیان مرجع خواص و عوام بنتا چلا گیا۔ اور راستی اور صداقت کے دلدادگان یہاں جمع ہوتے چلے گئے۔

اس آواز کے بلند ہونے سے آج تک ستر سال کے طویل عرصہ میں جو کچھ ہوا۔ احمدیت کے مخالفین نے جو ستم رانیاں کیں۔ اسے مٹا دینے کے لئے ... خلاف آدمیت اور ننگ انسانیت حرکات ... ان کے بیان کے لئے ایک لمبا تاریخ درکار ہوگی۔ فی الوقت بتانا یہ ہے کہ گو یہ ایک حقیقت ہے کہ احمدیت کے مخالفین بہت طاقتور تھے۔ مگر ان کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو جو مخلصین عطا فرمائے اور پھر ان کو جو استقامت بخشی وہ تاریخ احمدیت کا ایک سنہری باب ہوگا۔ شروع ایام میں جو لوگ احمدیت کے اندر داخل ہوئے وہ بالعموم غریب طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی طرح جس طرح کہ اسلام کے صدر اول میں ایمان لانے والے اکثر صحابہؓ غریب اور مفلوک الحال تھے۔ مگر چونکہ قادیان سے جو آواز بلند ہوئی تھی وہ خود اللہ تعالیٰ کی آواز تھی۔ اس لئے شروع میں ایمان لانے والے ان غریب احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے وہ اخلاص اور وہ استقامت بخشی کہ ان کی مادی کمزوریوں نے مجتمع ہو کر باطل کی ساری طاقتوں کو پاش پاش کر ڈالا اور جوں جوں احمدیت کی مخالفت بڑھتی گئی توں توں جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔

اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت آن پہنچا کہ خلافت ثانیہ کے بابرکت عہد میں چار دانگ عالم میں جماعت کے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے۔ اور جماعت کو بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ جماعت کے اتحاد اور بے مثال قربانیوں کے نتیجہ میں ہوا۔ یعنی چھ سات لاکھ کی جماعت نے مالی اور جانی قربانیاں اس خلوص و ایثار کے ساتھ دیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر لیا۔ ہمارے مخالفین اکثر سوچا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی جماعت ہر سال لاکھوں روپیہ لاتی کہاں سے ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ ہماری جماعت کے تمام افراد کیا مرد اور کیا عورتیں کیا بوڑھے اور کیا جوان خدا کے فضل سے اپنے اندر قربانی کا ایک بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ وہ خود بھوکے رہ سکتے ہیں۔ اپنے بچوں کے پیٹ کاٹ سکتے ہیں۔ مگر جماعت کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور جماعت کا ہر فرد اپنی آمد کا کم از کم دسواں حصہ مرکز کو سلسلہ کی ضروریات کے لئے بھجواتا ہے۔ ستر سال سے ایسا ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا تا آنکہ دنیا پر اسلام اور احمدیت مقام محمود پر لہرانے لگ جائے۔

بیرونی ممالک کے مراکز میں سے لنڈن میں جب مسجد فضل تعمیر ہوئی۔ تو دنیا یہ معلوم کر کے دنگ رہ گئی کہ اس مسجد کی تعمیر کے تمام تر مصارف ہماری جماعت کی خواتین نے برداشت کئے ہیں اور اس میں مردوں کی طرف سے ایک پائی تک نہیں دی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک چھوٹی ... جماعت کی خواتین کا تثلیث کے مرکز میں مسجد بنوا دینا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ مگر اس کارنامے کا ایک اور شاندار پہلو بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاسر صلیب ہونے کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ تثلیث کے اس مرکز میں ایک مسجد کی بناء کی جائے۔ اور چونکہ عیسائیت کی طرف سے ہمیشہ اسلام کے خلاف یہ بے بنیاد الزام لگایا جاتا تھا کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں اور کہ عیسائیت عورتوں کے حقوق محفوظ کرنے میں دنیا کے دوسرے تمام مذاہب سے پیش پیش ہے۔ اس لئے ہمارے اولوالعزم امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی تعمیر میں ایک نہایت لطیف اور نہایت خصوصی پہلو اختیار فرمایا۔ اور وہ یہ کہ دنیا کے اس سب سے بڑے شہر اور تثلیث کے مرکز میں اپنی چھوٹی سی جماعت کی غریب خواتین کے خرچ سے مسجد تیار کروائی۔ جو عیسائیت کے اس مندرجہ بالا الزام کا عملی جواب تھا۔ یہ ایک ایسا مدلل اور ٹھوس جواب تھا کہ اس کے بعد سوائے اس کے کہ ڈھٹائی اختیار کی جائے۔ عیسائیت کی طرف سے یہ الزام دوہرایا نہیں جا سکتا۔

اور اس کا لطیف پہلو یہ تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عیسائی دنیا کو تصویری رنگ میں یہ بتانا چاہتے تھے کہ آج اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر جو جماعت کھڑی ہوئی ہے یہ نہ سمجھو کہ وہ تمہاری ظاہری شان و شوکت اور حکومت کے دبدبہ سے مرعوب ہو جائے گی۔ بلکہ اس کی تو عورتیں بھی اتنی بہادر ہیں اور قربانی کا اتنا جذبہ رکھتی ہیں کہ باوجود تعداد میں نہایت قلیل ہونے کے انہوں نے اس تثلیث کدہ میں مسجد تعمیر کروا دی ہے جو آئندہ چل کر تمہاری اس ساری شان و شوکت کو شکست دے کر اسلام کا جھنڈا بلند کر دے گی۔ چنانچہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد عیسائی دنیا کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑا کہ یہ جماعت قربانی میں بہت بلند مقام رکھتی ہے۔

کوئی اس بات کو تسلیم کرے یا نہ کرے مگر حقیقت یہی ہے کہ ہماری جماعت کی خواتین کی بے مثال مالی قربانی سے بنا ہوا یہ مرکز تبلیغ آئندہ چل کر بہت بڑی ترقیات کا موجب بننے والا ہے۔ کیونکہ مسجد فضل لنڈن اس اولوالعزم کے ہاتھوں تیار ہوئی ہے جس کے آنے کے ساتھ فضل آیا تھا۔ وہ فضل جسے اللہ تعالیٰ نے اس اولوالعزم کے ساتھ بھیجا۔ ... اس لفظ "فضل" کی اور بھی تعبیریں ہو سکتی ہیں کیونکہ پیشگوئیوں کے کئی بطون ہوتے ہیں۔ مگر ایک فضل یہ بھی ہے جو مسجد فضل کی صورت میں لنڈن کے تثلیث کدہ میں موجود ہے اور جس کے منبر سے بلند ہونے والی ... ان کی صدائے بازگشت ... آسمان ... باتیں کرنے والے چرچوں کے ساتھ ٹکرا ٹکرا کر ان کے کنگروں کو ہلاتی رہتی ہے اور جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہتی ہے کہ دیکھو تم نے! تم اپنے سب مجتہدوں والے پادری ... بھجوائے تھے تاکہ وہ اسلام کو ملیامیٹ کر جائیں ... وہ ملیامیٹ تو خود چل کر تمہارے ... اور تمہارے حلق میں اٹک کر رہ گیا ہے ... نگلو تو جان گئی اگلو تو جان کی خیر نہیں!

بہرحال یہ ہماری جماعت کی خواتین کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ رہتی دنیا تک تاریخ احمدیت میں سرفہرست رہیگا۔ کیونکہ ان خواتین نے مالی قربانی کا یہ اتنا شاندار مظاہرہ کیا ہے کہ اس کی مثال اسلام کے بعد نظر آنا بعید ہے۔ اور ان خواتین نے اس سے اپنے سر کو ہی بلند نہیں کیا بلکہ جماعت کو بھی سربلندی بخشی ہے کیونکہ دنیا پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ اس جماعت کا نصف بہتر بھی واقعی اور حقیقی طور پر بہترین نصف ہے۔

اور اب حال ہی میں مغرب کے ایک دوسرے تثلیث کدہ ہالینڈ میں ہماری جماعت کی خواتین نے خالصتاً اپنے چندہ سے مسجد تعمیر کرا کر یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ خدا کے فضل سے ہماری بہنیں صرف لنڈن میں مسجد تعمیر کر کے ہی خاموش ہو کر نہیں بیٹھ گئیں بلکہ وہ مردوں کے دوش بدوش ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں اور جب بھی جماعت کا پیارا امام قربانی کے لئے آواز دے وہ لبیک لبیک یا خلیفۃ المسیح کہتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں۔ بہرحال مسجد احمدیہ ہالینڈ بھی صرف جماعت کی خواتین کے چندہ سے تعمیر

مثلاً عیسائی دنیا کے منہ پر ایک دوسری بڑی چپت ہے۔ مسجد ہالینڈ کا وجود جہاں اس امر پر شاہد ہے کہ جماعت احمدیہ کی خواتین میں مالی قربانی کا جذبہ مردوں کی نسبت کسی طور بھی کم نہیں ہے۔ جہاں اس امر پر بھی دال ہے، کہ ان مخلص خواتین کو جب بھی سلسلہ کی خاطر مالی قربانی کے لئے آواز دی جاتی ہے وہ بلا تامل آگے بڑھتی ہیں۔ اور اپنے اندوختہ سے۔ اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر۔ اپنے مہر کی رقوم میں سے۔ اپنے زیورات فروخت کر کے۔ غرض ہر ممکن طریق اختیار کر کے وہ قربانی کرتی ہیں۔ یہ امر جہاں خود خواتین کے لئے باعث سعادت و فخر ہے وہاں اغیار کے سامنے ہماری جماعت کی نیکنامی اور شہرت کا موجب بھی ہے، اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری بہنوں کے اندر یہ جذبۂ ایثار پیدا فرما دیا ہے جو کبھی کم نہیں ہو سکتا۔

یہ تو خواتین کا انفرادی جذبۂ ایثار ہے مگر یہ بھی تو ایک حقیقت ہے کہ ہماری جماعت کے مرد جو چندہ دیتے ہیں اس میں بھی ہماری بہنوں کے خلوص کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ کیونکہ جس گھر کی عورت مخلص نہ ہو یا وہ مرد کے چندہ دینے میں مزاحم ہو۔ یا وہ سلسلہ کے لئے درد نہ رکھتی ہو تو یقیناً اس کا اثر مرد پر بھی پڑے گا۔ اور وہ چندہ دینے میں سستی یا بخل سے کام لے گا۔ مگر یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت کے مرد و عورتیں خلوص و ایثار میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ اور طرفین کے خلوص کا یہ اشتراک ہی ہے جس نے آج چھوٹی سی جماعت کو اس قابل بنا دیا ہے۔ کہ اس نے ساری دنیا میں تبلیغ کے مراکز قائم کر دیئے ہیں۔ اور بیرونی ممالک میں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور مختلف ممالک کی تیرہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اور مجموعی طور پر جماعت احمدیہ تقریباً پچاس لاکھ روپیہ سالانہ تبلیغ پر صرف کر رہی ہے۔

اسی ضمن میں میں اپنی بہنوں سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہالینڈ کی احمدیہ مسجد جو خالصتاً بہنوں کے چندہ سے تیار ہوئی ہے اس کی کچھ رقم ابھی تک بہنوں کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ہماری بھارت کی لجنات کے ذمہ ۔/۵۰۰۰ روپیہ کی رقم لگائی گئی تھی۔ اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ رقم ۵۹ء کے آخر تک ادا ہو جانی چاہیئے۔ چنانچہ میں نے گذشتہ سال کے آخر میں اپنی بہنوں کی خدمت میں اسبارہ میں تحریک بھجوا دی تھی۔ اور ہر لجنہ کے ذمہ جس قدر چندہ لگایا گیا تھا۔ اس کی اطلاع بھی دے دی تھی۔

چنانچہ یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ ہماری لجنات نے اس تحریک کو خوش آمدید کہا۔ اور حسب توفیق وعدے بھی لکھوائے اور بعض خواتین اور لجنات نے اپنے چندوں کی رقوم بھی ارسال کر دیں۔ مگر ابھی تک اس رقم کا ایک معتد بہ حصہ بہنوں کے ذمہ ہے۔ اور بعض لجنات اور بہنوں کے وعدے آہستگی کے ساتھ وصول ہو رہے ہیں۔ سنہ ۵۹ء کے آخر تک رقوم کے ادا کرنے کی حد تو آخری تھی۔ اور مومن تو نیکی میں سبقت اختیار کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ساری رقوم سنہ ۵۹ء کے آخر میں ہی ادا ہوں۔ بلکہ ساری رقوم جس قدر جلد وصول ہو جائیں۔ اتنی ہی ہماری بھارت کی لجنات کی نیک نامی ہوگی اور اتنا ہی زیادہ ثواب بھی ہوگا۔ اس لئے میں تمام لجنات اور بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سنہ ۵۹ء کے آخر کا انتظار نہ فرمائیں بلکہ جتنی جلدی ممکن ہو رقوم ادا کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔

اس تحریک کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جو بہنیں اس میں ۔/۱۵۰ روپیہ چندہ ادا فرمائیں گی ان کے نام مسجد ہالینڈ پر کندہ کروائے جائیں گے۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ اعلان کرتی ہوں کہ ہماری بعض بہنوں نے اس میں بھی حصہ لیا ہے اور بعض نے سارا چندہ ادا کر دیا ہے اور بعض بالاقساط ادا کر رہی ہیں اور انشاء اللہ سنہ ۵۹ء کے آخر تک ادا کر دیں گی اور بھی جو بہنیں اس خاص تحریک میں شامل ہونا چاہیں وہ اب بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے استطاعت دی ہو وہ یکمشت رقم ادا کر دیں۔ ورنہ بالاقساط بھی ادا کر سکتی ہیں۔ جن بہنوں نے اس خاص تحریک کا چندہ ادا کر دیا ہے ان کے نام بھجوائے جا رہے ہیں تاکہ مسجد پر کندہ ہو سکیں۔ اس خاص تحریک میں حصہ لینے والی دوسری بہنیں بھی جلد رقوم ارسال فرمائیں تاکہ ان کے نام بھی اسی یا اگلی فہرست میں بھجوائے جا سکیں۔

تمام بہنوں کی خدمت میں یہ بھی عرض ہے کہ جو بہنیں غریب ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کا تھوڑا سا چندہ قبول نہیں کیا جائے گا یا ان کا کم چندہ ان کے لئے ثواب کا باعث نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو رائی کے برابر عمل کو بھی ضائع نہیں فرماتا۔ اور پھر غریب لوگوں کی قربانیاں تو امیروں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ وقعت رکھتی ہیں۔ پس تمام بہنیں جس قدر بھی دے سکتی ہوں چندہ دیں اور وہ اس مثال کو سامنے رکھیں کہ وہ سیلاب جو بڑی بڑی بستیوں۔ بڑے بڑے چوپایوں اور آدمیوں کو بہا لے جاتا ہے اور شہروں کو کھنڈرات بنا دیتا ہے۔ وہ ننھی ننھی اور حقیر سی بوندوں کا ہی مجموعہ ہوتا ہے۔ اور یہ مثال تو آپ کے سامنے ہے کہ ہماری جماعت کے تھوڑے سے آدمی پائی پائی کر کے سالانہ پچاس لاکھ روپیہ جمع کرتے ہیں۔ پس غریب بہنیں جتنی بھی استطاعت رکھتی ہوں اتنا چندہ دیں مگر دیں ضرور۔ اللہ تعالیٰ تمام بہنوں کو اس نیک تحریک میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔

اس کے ساتھ ہی میں جماعت کے مردوں سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت اور برکت کو اپنے گھروں اور حلقوں کی خواتین پر واضح کریں اور اس میں حصہ لینے کے لئے ان سے پورا تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اس بابرکت تحریک کے تحت بھارت کی جن مخلص بہنوں اور لجنات نے تعاون فرمایا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو شرف قبولیت بخشے۔ اور جو بہنیں ابھی تک اس میں حصہ نہیں لے سکیں انہیں بھی حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھارت کی خواتین کے ذمہ جو پانچ ہزار روپیہ کی رقم لگائی گئی تھی۔ اس میں سے ابھی تک صرف ۔/۲۹۹۰ روپیہ کے وعدے آئے ہیں۔ گویا یہ وعدوں کی ساری رقم بھی اگر وصول ہو جائے تب بھی دو ہزار دس روپیہ کی کمی رہ جاتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ بہنیں اس کمی کو بھی جلد پورا کر دیں گی۔

تحریک خاص کے تحت جن بہنوں نے ۔/۱۵۰ روپیہ یکمشت ادا کر دیا ہے۔ یا بالاقساط ادا فرما رہی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:۔

۱۔ محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب مرحوم یادگیر
۲۔ محترمہ فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم صدیق امیر علی صاحب موگرال (کیرالہ)
۳۔ محترمہ اصغری بیگم صاحبہ اہلیہ محترم ڈپٹی محمد ایوب صاحب آف بھاگلپور۔ رانچی
۴۔ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان۔
۵۔ محترمہ حلیمہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب دیہاتی مبلغ سندہ براڑی کشمیر۔
۶۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان

ذیل میں چندہ کی وہ فہرست دی جا رہی ہے جو جنوری تا اگست سنہ ۱۹۵۹ء وصول ہو چکا ہے

نمبر	نام	رقم
۱	لجنہ اماء اللہ چارکوٹ کشمیر	۱۸٫۵۰
۲	لجنہ اماء اللہ قادیان	۲۴۶٫۰۰
۳	〃 〃 〃 حیدرآباد	۳۱٫۲۵
۴	محترمہ احمدی خاتون صاحبہ راٹھ	۵٫۵۰
۵	〃 شاہدہ پروین صاحبہ مظفر پور بہار	۱٫۰۰
۶	〃 قیصر جہاں صاحبہ 〃 〃	۵٫۰۰
۷	〃 رسول بی بی صاحبہ اہلیہ سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیر	۱۵۰٫۰۰
۸	〃 حلیمہ بی بی صاحبہ کشن گنج	۲٫۰۰
۹	لجنہ اماء اللہ رائے پور لسنہ	۲۰٫۰۰
۱۰	محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ زوجہ دوم مکرم راجہ مظفر خاں صاحب سندبراڑی کشمیر	۲۰٫۰۰
۱۱	لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی اڑیسہ	۳۰٫۰۰
۱۲	محترمہ اے بی عائشہ صاحبہ پینگاڈی	۸٫۰۰
۱۳	〃 فاطمہ صاحبہ زوجہ صدیق امیر علی صاحب موگرال	۱۵۰٫۰۰
۱۴	لجنہ اماء اللہ یادگیر	۱۳۴٫۲۵
۱۵	محترمہ حلیمہ کوثر صاحبہ اہلیہ مولوی محمد ایوب صاحب سندبراڑی کشمیر	۳۰٫۰۰
۱۶	لجنہ اماء اللہ چنت کنٹہ	۲۷۳٫۵۰
۱۷	مستورات جموں	۵٫۲۵
۱۸	لجنہ اماء اللہ بھاگلپور	۴۶٫۵۰
۱۹	مستورات باڑی پورہ کشمیر	۷٫۰۰
۲۰	لجنہ اماء اللہ کوڈالی مالابار	۱۰٫۰۰
۲۱	مستورات تیجو پورہ	۵٫۰۰
۲۲	محترمہ بیگم صاحبہ ڈپٹی محمد ایوب صاحب رانچی	۱۵۰٫۰۰
۲۳	مستورات ڈھانون کشمیر	۲۰٫۰۰
۲۴	لجنہ اماء اللہ کیرنگ اڑیسہ	۷٫۰۰
۲۵	مستورات سورب میسور	۲۰٫۰۰
۲۶	محترمہ اہلیہ غلام محمد صاحب چک ایرچھ کشمیر	۱٫۶۲
۲۷	محمد عبد اللہ صاحب رشی نگر کشمیر	۰٫۵۰
۲۸	محترمہ اہلیہ شاہ زماں صاحب دھاریوال	۱٫۰۰
۲۹	〃 رضیہ سلطانہ صاحبہ کلکتہ	۳۰٫۰۰

جزاھم اللہ احسن الجزاء

دیانتداری کی ایک عمدہ مثال

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ ہماری جماعت کے افراد جہاں کہیں بھی ہیں اپنے تقویٰ اور دیانتداری کی وجہ سے اپنے سارے ماحول میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں یہاں تک کہ ہمیں کافر قرار دینے والے بھی ہماری ایمانداری کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ عقاید کا اختلاف اپنی جگہ پر۔ مگر احمدیوں کے اندر دیانتداری بہت پائی جاتی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں ہزاروں واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ چند روز ہوئے ایک معزز سکھ دوست مکرم حافظ سخاوت علی صاحب گھڑی ساز درویش قادیان کی دوکان پر آئے۔ اور دوکان سے باہر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھے رہے مگر جاتے وقت اپنا بٹوا کرسی پر بھول گئے۔ ان کے جانے کے بعد حافظ صاحب نے اچانک کرسی پر بٹوا دیکھا تو اٹھا لیا۔ اور اپنے ایک پڑوسی ہندو دوکاندار کو نیز ایک احمدی دوکاندار کو بتایا۔ کہ ایک بٹوا ملا ہے اور اس میں اس قدر رقم ہے۔ بٹوے والے سکھ دوست کو علم نہ تھا کہ بٹوا کہاں کھویا گیا ہے۔ چنانچہ وہ جب دوسرے روز بٹوے کی تلاش میں آئے تو تلاشی کے بعد حافظ صاحب نے وہ بٹوا انہیں دیدیا جس میں ۔/۔۔ روپے تھے۔ اس پر وہ سکھ دوست (بتیا سنگھ صاحب نمبردار لیسراواں) اور دوسرے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ اور جماعت احمدیہ کی ایمانداری کی تعریف کی۔ نیز نمبردار صاحب نے حافظ صاحب کی تحریک پر یتیموں اور مسکینوں کے فنڈ میں بیس ...

(تعزیتی قرار دادیں بقیہ صفحہ ۵)

جس میں وہ ضمیمہ دیکھ کر دلی صدمہ ہوا جس میں کہ حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سانحہ ارتحال کی خبر ہے۔ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ نے اسی دن نماز جنازہ غائب ادا کی۔ اور حسب ذیل ریزولیوشن منظور کیا۔ اور طے کیا کہ حضور کی خدمت میں تار کے ذریعہ اظہار تعزیت کیا جائے:-

ہم جمیع افراد جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ (دکن) کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حرم اول حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حسرت آیات پر شدید صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور کو ... اس دیرینہ رفیقہ حیات کی جدائی سے جو رنج پہنچا ہے۔ اس رنج وغم میں ہم افراد جماعت بھی برابر کے شریک ہیں اور خدا کے حضور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ محترمہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور جمیع پسماندگان و افراد خاندان مسیح موعودؑ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ خاکسار

محمد معین الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ (دکن)

جماعت احمدیہ مدراس

سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہؓ کی وفات کی خبر نہایت رنج وغم سے مدراس میں سُنی گئی۔ اسی سانحہ پر افراد جماعت احمدیہ مدراس اپنے دلی رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترمہ ام ناصر احمد صاحبہ جماعت کی ممتاز خواتین میں سے تھیں۔ اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو ہونے کا شرف حاصل تھا اور آپ کے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی بشارتیں پوری ہوئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور افراد خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے مغموم دلوں کا خود سہارا ہو۔ آمین ثم آمین۔

نیز بعد نماز جمعہ سیدہ مرحومہ کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ اور اُن کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔ خاکسار

شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ

لجنہ اماء اللہ مدراس

ہم جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ مدراس حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ مرحومہ حرم اوّل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر دلی رنج وغم اور قلبی صدمہ کا اظہار کرتی ہیں۔ حضرت سیدہ موصوفہ کو جو مقام حاصل تھا وہ جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو کہلانے اور خلیفۂ وقت کی رفاقت کا فخر حاصل تھا۔ اور آپ ایک لمبا عرصہ تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدر رہیں۔ آپ میں جو ذاتی خوبیاں تھیں ان کی وجہ سے آپکی یاد دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔

ہم اس صدمۂ عظیمہ میں اپنے پیارے آقا و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحبؓ اور سیدہ موصوفہ کے سب بچوں سے دلی صدمہ اور ہمدردی کا اظہار کرتی ہوئی خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور انکی وفات سے جو جماعتی اور قومی نقصان ہوا خدا اس خلاء کو اپنی جناب سے پُر فرمائے۔ پیارے آقا اور خاندان حضرت مسیح موعود اور ان کے بچوں اور جماعت کو صبر کی توفیق دے اور غمزدہ دلوں کا خود سہارا ہے۔ آمین

ممبرات لجنہ اماء اللہ مدراس

بنگلور

حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات . . . . کی اطلاع ملتے ہی حضور کی خدمت عالی میں ایک تعزیت کا تار ارسال کیا گیا آج بروز جمعہ نماز جنازہ غائبانہ ڈاکٹر محمد امام صاحب فاضل نے پڑھائی اور لمبی دعا کرائی اور بعد نماز جمعہ ایک غیر معمولی اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پاس کی گئی۔

جماعت احمدیہ بنگلور کا یہ خاص اجلاس حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر گہرے رنج وغم اور دلی حزن وملال کا اظہار کرتا ہے۔ ہم ممبران جماعت احمدیہ بنگلور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور خاندان و جماعت کے افراد کے غمگین دلوں کا خود ہی درمان بنا رہے۔ آمین۔

خاکسار محمد امام سیکرٹری تعلیم وتربیت بنگلور

(بقیہ فہرست صفحہ نمبر ۱)

- مکرم سید حمید الدین صاحب جمشید پور ۱۲-۲
- " مولوی محمد عبداللہ صاحب قادیان ۰۰-۱
- " سکندر خان صاحب " ۰۰-۶
- " چوہدری محمد احمد صاحب " ۰۰-۱
- " مرزا بشیر احمد صاحب گجراتی " ۰۰-۱
- " شمس احمد صاحب مبشر " ۰۰-۶
- " بابا محمد عبداللہ صاحب " ۵۰-۰
- " مستری محمد الدین صاحب " ۰۰-۱
- " محمد دین صاحب دفتر بدر " ۰۰-۱
- " محمد یوسف صاحب گجراتی " ۰۰-۱
- " شریف احمد صاحب ڈوگر " ۵۰-۰
- " مولوی بشیر احمد صاحب خادم " ۵۰-۰
- " بابا محمد اسمٰعیل صاحب " ۵۰-۰
- " مولوی عبدالواحد صاحب دکاندار " ۰۰-۱

ست سنگت (بیاس) کے میلہ پر تبلیغ

قادیان مورخہ ۲۷ جولائی۔ کل موضع بیاس میں رادھا سوامی مت کے سالانہ اجتماع کا آخری دن تھا۔ اس موقعہ پر پچاس ساٹھ ہزار کے قریب افراد پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جمع تھے۔ لنگر کا انتظام رادھا سوامیوں کی طرف سے وسیع پیمانہ پر تھا۔ یہ لوگ اچھے اخلاق کے اور روادار ہیں۔ اس تقریب میں ان کے گورو سردار گورچرن سنگھ صاحب کی تقاریر ہوئیں جن میں محبت، پریم اور اتحاد اور سب مذاہب کی اخلاقی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ خاص طور پر مسلمان فقیروں اور صوفیاء کے کلام سنا کر تشریح کی گئی۔

قادیان سے مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب واقفِ زندگی معاون ناظر دعوۃ وتبلیغ کی قیادت میں مندرجہ ذیل احباب بیاس گئے۔

(۱) چوہدری محمد طفیل صاحب کارکن وقف جدید۔
(۲) مرزا عبداللطیف صاحب
(۳) مولوی بشیر احمد صاحب خادم
(۴) مستری عبدالغفور صاحب
(۵) عبدالکریم صاحب
(۶) خواجہ دین محمد صاحب
(۷) مرزا محمود احمد صاحب

وہاں پر ہمارے احباب نے اسلام اور سلسلہ کا اردو۔ ہندی۔ گورمکھی اور انگریزی لٹریچر سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کیا۔ اور بہت سے افراد سے زبانی مل کر بھی تبلیغی باتیں کیں۔ اکثر لوگوں نے اشتیاق اور دلچسپی سے لٹریچر لیا اور پڑھا۔ ست سنگت لائبریری میں بھی لٹریچر رکھا گیا۔ اور سیکرٹری صاحب ست سنگت کو بھی لٹریچر دیا گیا۔

رستہ میں ہمارے احباب کو رعیہ اور بابا بکالہ کے مقامات پر بھی تبلیغ کرنے اور لٹریچر تقسیم کرنے کا موقعہ ملا۔ فالحمد للہ۔ عام لوگوں کے خیالات جماعت احمدیہ کے حسن سلوک کی وجہ سے ہمارے متعلق بہت اچھے ہیں۔ فالحمد للہ۔

خاکسار

انچارج وقف جدید

امتحان "اسلام کی پہلی کتاب" برائے ناصرات الاحمدیہ بھارت

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے فیصلہ کے مطابق گذشتہ سال ناصرات الاحمدیہ بھارت کے لئے اسلام کی پانچوں کتابوں کا سیٹ نصاب مقرر کیا گیا تھا۔ اور ہر چار ماہ بعد ایک کتاب کا امتحان لیا جانا منظور کیا گیا تھا تاکہ پانچوں امتحانوں کے بعد بچیاں سلسلہ کے چھوٹے چھوٹے مسائل سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔ اس فیصلہ کے مطابق گذشتہ سال اسلام کی پہلی کتاب کا امتحان لیا گیا تھا۔ لیکن باوجود لکھنے کے صرف قادیان کی ناصرات الاحمدیہ امتحان میں شامل ہوئیں اور بیرونجات سے کسی مجلس کی طرف سے نام نہیں بھجوائے گئے۔ اسلئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کتاب کا دوبارہ امتحان لیا جائے تاکہ تمام بچیاں اس امتحان میں شریک ہو سکیں۔

پس بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ مورخہ ۲۸ ستمبر بروز اتوار ناصرات الاحمدیہ کا اسلام کی پہلی کتاب کا امتحان ہوگا۔ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ اپنی اپنی جگہوں کی لڑکیوں کے نام بھجوائیں اور ان کو تیاری کروائیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ بھی توجہ دیں تاکہ ہر جگہ کی بچیاں امتحان میں شامل ہو سکیں اور پرچے بروقت بھجوائے جا سکیں۔ اول۔ دوئم۔ سوئم آنیوالی بچیوں کو انعام دیئے جائینگے۔

نوٹ:۔ ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں کی عمر ۷ سال سے پندرہ سال تک ہے۔ اگر کسی جگہ ناصرات قائم نہ ہوا ہو وہاں سے کوئی بچی امتحان دینا چاہے تو وہ دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کے پتہ پر خط لکھ کر اپنا نام بھجوا سکتی ہیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اگست ۱۹۵۸ء میں ختم ہے

- نمبر ۱۱۶۱ مکرمی مرزا نصیر علی صاحب نامکا گوٹھا اڑیسہ ۲۸ اگست ۱۹۵۸ء
- نمبر ۱۵۸۲ " غلام احمد صاحب کمپونڈر چرگاؤں یوپی "
- نمبر ۱۰۲۴ " خواجہ غلام محمد صاحب باندی پورہ (کشمیر) "
- نمبر ۱۵۴۸ " محمد بندہ علی صاحب چرچڑلہ (دکن) "
- نمبر ۱۵۵۵ " عطاء الرحمن صاحب ایم۔ اے شیلانگ ماں (آسام) "
- نمبر ۱۱۱۲ " محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال کرولی (اڑیسہ) "
- نمبر ۱۲۷ " سید ابو صالح صاحب چوہدریہ گنج کٹک (") "
- نمبر ۱۳۱۴ " حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس باندھی (سندھ پاکستان) "
- نمبر ۱۳۹۲ " محمد شمس الحق صاحب بنگالی (اڑیسہ) "
- نمبر ۱۹۹ مکرمی قاضی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ (یوپی) ۲۸ اگست ۱۹۵۸ء
- نمبر ۱۴۲۸ " عوث منور صاحب مومن پیٹ (دکن) "
- نمبر ۱۴۲۹ " غلام محمد صاحب بخشی سرینگر کشمیر "
- نمبر ۱۴۴۳ " سید نصیر الدین صاحب پٹنہ (بہار) "
- نمبر ۱۴۳۲ " ماسٹر عبدالکریم صاحب احمدی بھدرواہ (کشمیر) "
- نمبر ۱۴۳۳ " عبدالرحمن صاحب ادکیرہ (دکن) "
- نمبر ۱۴۸۱ " محمد تقی صاحب ربوہ (پاکستان) "

(منیجر بدر)

درخواست ہائے دعا (۱) محترم جناب سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ... کے صاحبزادے سید لئیق احمد صاحب بی۔ اے آنرز پٹنہ یونیورسٹی سے اسی سال ایم۔ اے کا ... امتحان دیا ہے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ... و درویشان قادیان کی خدمت میں ... دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو محض اپنے فضل سے ... کامیابی عطا کرے ...

چندہ نشر و اشاعت

اور

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کا تعاون

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے کہ چندہ نشر و اشاعت اس سال مشروط بہ آمد کو کر بجٹ تیار کیا گیا ہے اور ہمارے وسیع ملک میں متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں اور ان زبانوں میں لٹریچر شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ روحانیت کے پیاسی روحیں آسمانی آواز کے لئے تڑپ رہی ہیں اور سلسلہ حقہ کی تبلیغ کے لئے فضاء سازگار ہے اور میدان تیار ہے اس سے فائدہ اُٹھانا ہمارا کام ہے کہ ہر سے کو گرم حالت میں کوٹ کر روحانیت کے سانچے میں ڈھالیں۔

نظارت ہذا اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو لٹریچر تقسیم کرتی ہے۔ اس کی فہرست ہر ماہ اخبار بدر کے ذریعہ آپ تک پہنچ جاتی ہے۔ جس سے آپ بخوبی جائزہ لے سکتے ہیں کہ کس طرح مسلم و غیر مسلم احباب کی توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اشاعت لٹریچر کے فنڈ کو مضبوط کیا جائے۔ تاکہ لٹریچر شائع بھی کروایا جا سکے۔ اور حسب ضرورت تقسیم بھی کیا جا سکے۔ اور اس غرض کے لئے احباب جماعت کا مخلصانہ تعاون درکار ہے۔

لیکن ابھی تک بعض جماعتیں اور بہت سے افراد اس اہم چندہ میں حصہ نہیں لے سکے۔ اگر آپ خدا تعالے کی راہ میں قربانی پیش کریں گے۔ تو وہ مہربان و شفیق خدا ضرور آپ کی تائید و نصرت فرمائے گا۔ اور آپ کے دینی کاموں کا بوجھ ہلکا کر دے گا۔

ذیل میں ان مخلصین کی فہرست ۳ شائع کی جاتی ہے جنہوں نے اپنے وعدے پورے کر دیئے ہیں یا قسط وار ادائیگی کر رہے ہیں۔ دوسرے احباب سے بھی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ بھی جلد از جلد اس کار خیر میں حصہ لے کر آسمانی آواز کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے نظارت ہذا سے تعاون فرما دیں۔ اللہ تعالے آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور اپنی خاص تائیدات سے نوازے۔ آمین۔

(نوٹ) چندہ نشر و اشاعت کی رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھجواتے وقت تفصیل سے دفتر ہذا کو علیحدہ طور پر مطلع فرمایا جائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

فہرست وصولی چندہ نشر و اشاعت ماہ جولائی ۱۹۵۸ء (قسط ۳)

- مکرم گیانی بشیر احمد ناصر قادیان — ۱-۰۰
- مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " — ۱-۰۰
- مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم " — ۳-۰۰
- اہلیہ و بچگان " " " — ۲-۰۰
- " فہیم اللہ صاحب از طرف دادا صاحب مرحوم " — ۱-۰۰
- " " از طرف دادی صاحبہ مرحومہ " — ۱-۰۰
- " " " والد صاحب مرحوم " — ۱-۰۰
- " " " والدہ صاحبہ مرحومہ " — ۱-۰۰
- " " " اصغری صاحبہ " — ۱-۰۰
- " " " محمد علی خان صاحب " — ۱-۰۰
- " مستری محمد الدین صاحب درویش " — ۱-۰۰
- " مرزا بشیر احمد بیگ صاحب " — ۱-۰۰
- " مولوی محمد عبد اللہ صاحب " — ۰-۵۰
- مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " " — ۰-۵۰
- مکرم خان فضل الٰہی خان صاحب " — ۳-۰۰
- جماعت احمدیہ او۔ ایم۔ پی کٹک — ۴۰-۰۰
- " حاجی محمد الدین صاحب قادیان — ۱-۰۰
- مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ قریشی محمد شفیع صاحب عابد قادیان — ۱-۰۰
- مکرم بھائی اللہ دین صاحب " — ۰-۲۵
- " سید محمد شریف صاحب " — ۰-۵۰
- مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب قادیان — ۲-۰۰
- مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب " — ۱۲-۰۰
- " سید صمصام الدین صاحب رانچی — ۶-۰۰
- مکرم یونس مرزا صاحب حیدرآباد — ۱-۰۰
- " ضیاء الدین صاحب " — ۰-۷۵
- " حسام الدین صاحب " — ۰-۷۵
- " شرف الدین صاحب " — ۵-۰۰
- " رفعت اللہ صاحب غوری " — ۵-۰۰
- " نصرت اللہ صاحب غوری " — ۵-۰۰
- " محمود احمد صاحب چنتہ کنٹہ — ۱۰-۰۰
- " محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر — ۵-۰۰
- " ظفر احمد صاحب " — ۰-۲۵
- " مصطفےٰ احسین صاحب " — ۱-۰۰
- " ہدایت علی صاحب " — ۵-۰۰
- " محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی — ۲-۰۰
- جماعت احمدیہ مدراس بذریعہ سیکرٹری صاحب مال — ۲-۰۰
- محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب — ۵-۰۰
- مکرمہ اہلیہ صاحبہ شیخ عبد الحمید صاحب عاجز — ۱-۰۰
- " اہلیہ صاحبہ بابا جلال دین — ۰-۵۰
- " اہلیہ صاحبہ مستری ہدایت اللہ صاحب قادیان — ۱-۰۰
- " والدہ صاحبہ فضل احمد صاحب " — ۰-۵۰
- " اہلیہ صاحبہ حکیم خلیل احمد صاحب " — ۲-۰۰
- " اہلیہ صاحبہ حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی — ۱-۰۰
- " اہلیہ صاحبہ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار قادیان — ۲-۰۰
- " اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد احمد صاحب " — ۱-۰۰
- " بشیر الف صاحب حیدرآبادی " — ۰-۵۰

(مومن)

کیا آپ کا نام فہرست میں شامل ہے؟

وقف جدید کی مبارک تحریک میں مندرجہ ذیل طریق پر حصہ لے کر آپ

۱۔ اپنے امام ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہنے والے بنتے ہیں۔
۲۔ اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ لوگوں کو اسلام سے روشناس کرنے والوں میں شامل ہوتے ہیں۔
۳۔ جو مسلمان اسلامی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں انہیں اسلام پر پختہ کرنے کا موجب بنتے ہیں۔
۴۔ جماعت احمدیہ کی مضبوطی۔ استحکام اور ترقی میں آپ حصہ دار بنتے ہیں

اس طریق پر کہ

- کم از کم ماہوار ۸/- یا سالانہ چھ روپیہ چندہ ادا کریں۔
- اپنی زمین کا ایک حصہ وقف کریں۔
- اپنی زندگی اس تحریک کے ماتحت وقف کریں۔

کیا آپ نے اس میں شمولیت اختیار کر لی ہے؟

ذیل میں فہرست وصولی چندہ وقف جدید کی قسط نمبر ۸ شائع کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

خاکسار انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

- سجاد احمد صاحب موٹی بنی مائنز — ۴-۰۰
- مکرمہ اہلیہ صاحبہ سجاد احمد صاحب " — ۱۰-۰۰
- بچی " " " — ۵-۰۰
- احمد حسین صاحب موگرال — ۶-۰۰
- سید علی صاحب " — ۶-۰۰
- فصیح علی صاحب " — ۶-۰۰
- محمود حسین صاحب — ۶-۲۵
- محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ اکبر حسین صاحب یادگیر — ۶-۰۰
- انوار احمد صاحب ولد اکبر حسین صاحب " — ۶-۰۰
- وحیدہ بیگم صاحبہ بنت " " — ۶-۰۰
- امۃ السلیم بیگم صاحبہ اہلیہ نعمت اللہ صاحب غوری یادگیر — ۶-۰۰
- انیسہ بیگم صاحبہ اہلیہ رحمت اللہ صاحب غوری — ۶-۰۰
- احمدی بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اسمٰعیل صاحب غوری — ۶-۰۰
- رسول بی صاحبہ اہلیہ سیٹھ شیخ حسن صاحب مرحوم یادگیر — ۶-۰۰
- عطاء الرحمن صاحب مرحوم ولد سیٹھ شیخ حسن صاحب — ۴-۰۰
- خواجہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیٹھ شیخ حسن صاحب — ۶-۰۰
- بشیر احمد صاحب مرحوم ولد سیٹھ شیخ حسن صاحب — ۱-۰۰
- محمد ادریس صاحب ولد محمد اسمٰعیل صاحب وکیل — ۱-۰۰
- محمد الیاس صاحب ولد " " — ۱-۰۰
- محمد یحیٰ صاحب ولد " " — ۱-۰۰
- محمد ذکریا صاحب ولد " " — ۱-۰۰
- مبارکہ بیگم صاحبہ بنت " " — ۱-۰۰
- مکرمہ والدہ صاحبہ نور جہاں صاحبہ قادیان — ۲۴-۰۰
- جماعت احمدیہ برہ پورہ بذریعہ سیکرٹری مال — ۲۵-۰۰
- مکرم بابو عبد الرزاق صاحب گرنڈہ — ۵-۰۰
- " جلال الدین صاحب آسنور شوپیاں — ۵-۰۰
- " ماسٹر غلام محمد صاحب " — ۳-۰۰
- " ماسٹر محمد یاسین صاحب " — ۲-۰۰
- " ماسٹر نذیر احمد صاحب " — ۱-۰۰
- " محمد سلیم صاحب سیلو " — ۱-۰۰
- " محمد رمضان صاحب " — ۱-۰۰
- " عبد الرحیم صاحب " — ۱-۰۰
- ارشدہ بیگم صاحبہ بنت محمد اسمٰعیل صاحب یادگیر — ۱-۰۰
- عائشہ صدیقہ صاحبہ " " " — ۱-۰۰
- خاندان محمد خواجہ صاحب غوری — ۶-۰۰
- خاندان عبد الحمید صاحب گلبرگہ — ۶-۰۰
- قریشی سعید احمد صاحب — ۰-۵۰
- مکرمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ قریشی سعید احمد صاحب — ۰-۵۰
- مولوی عبد القادر صاحب دہلوی — ۶-۰۰
- حافظ اللہ دین صاحب قادیان — ۰-۵۰
- مولوی عبد الحمید صاحب " — ۰-۵۰
- مولوی عبد الحق صاحب " — ۰-۵۰
- مولوی ابو الوفاء صاحب " — ۰-۷۵
- مولوی عبد اللطیف صاحب جٹ قادیان — ۰-۵۰
- مولوی عبد المطلب صاحب " — ۱-۰۰
- خلیل الرحمن صاحب " — ۰-۵۰
- عبد السلام صاحب " — ۰-۵۰
- مولوی امیر احمد صاحب " — ۰-۵۰
- عبد الرحمن صاحب فیاض " — ۱-۰۰
- شمس العارفین صاحب " — ۱-۵۰
- فضل الرحمن صاحب " — ۰-۵۰
- سیکرٹری صاحب مال " — ۱-۰۰
- مرزا بشیر احمد صاحب " — ۲-۰۰
- افتخار احمد صاحب اشرف " — ۱-۰۰
- مولوی عبد القادر صاحب دہلوی " — ۲-۵۰
- محمد ابراہیم صاحب غالب " — ۰-۵۰
- سردار سادھو سنگھ صاحب — ۰-۵۰
- رفعت اللہ صاحب غوری — ۶-۰۰
- محمد محسن صاحب یادگیر — ۶-۰۰
- فیض احمد صاحب پٹواری یادگیر — ۰-۵۰
- محمد عثمان صاحب " — ۶-۰۰
- رشیدہ بیگم اہلیہ مستری محمد الدین صاحب قادیان — ۱-۰۰
- عصمت النساء اہلیہ عمر الدین صاحب " — ۲-۳۷
- صغراں صاحبہ اہلیہ دین محمد صاحب " — ۲-۰۰
- بشیر النساء صاحبہ حیدرآبادی " — ۰-۵۰
- رقیہ صاحبہ اہلیہ خواجہ عبد الستار صاحب " — ۰-۵۰

(باقی صفحہ ۹ پر)

تحریک جدید کو کس لئے جاری کیا گیا ہے؟

”تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی آسانی اور سہولت میسر آجائے لوگ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں۔ اور اپنی عمریں اس کام کے لئے لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم اور انقلاب ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے“

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر وہ نوجوان جو اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے قابل پاتے ہیں۔ انہیں اپنی زندگیاں اپنے آقا کے حضور پیش کر دینی چاہئیں۔ اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو خود اور اپنے ساتھیوں کو اس تحریک میں شامل کر کے ایسا فنڈ قائم کر دینا چاہیئے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو ساری دنیا میں آسانی سے پھیلایا جا سکے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

۳۱ر جولائی ۱۹۵۸ء تک سو فیصدی ادائیگی کرنیوالے مجاہدین کی تیسری فہرست

دفتر اوّل سال ۲۴

مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی قادیان ۷۶-۰۰
،، امیر احمد صاحب مؤذن ،، ۵-۰۰
،، حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ،، ۱۵-۰۰
،، فخر الدین صاحب مالاباری ،، ۱۶-۰۰
،، مولوی خورشید احمد صاحب ،، ۱۰-۰۰
والدہ ،، ،، ،، ۶-۵۰
،، مستری محمد حسین صاحب ،، ۲۶-۷۵
،، بابا شکر دین صاحب ،، ۲۱-۳۱
،، صوفی علی محمد صاحب سیالکوٹی ،، ۱۰-۵۶
خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سید ار
بشیر احمد صاحب ،، ۵-۲۷
،، مولوی عبد المطلب صاحب ،، ۲۰-۶۹
،، یوسف حسین صاحب ابن
احمد حسین صاحب حیدرآباد ۲۶-۰۰
شیخ علی صاحب ظہیرآبادی ،، ۱۰-۰۰
رحیمہ بیگم صاحبہ بنت سیٹھ محمد اعظم صاحب ،، ۵-۰۰
اہلیہ محترم حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب
سکندرآباد ۳۶-۰۰
،، سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب ،، ۳۶-۰۰
،، علی محمد صاحب ،، ،، ۲۶-۰۰
اہلیہ ،، ،، ،، ۱۲-۰۰
،، رشید محمد صاحب ابن سیٹھ علی محمد صاحب ،، ۷-۰۰

مکرم سیٹھ محمد فضل الہ دین صاحب سکندرآباد ۳۹-۰۰
اہلیہ ،، ،، ،، ۲۶-۰۰
ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ رشید الدین صاحب ،، ۶-۰۰
،، محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر ۲۴-۰۰
،، پیر محمد صاحب ،، ۵-۰۰
،، رسول بی صاحبہ اہلیہ حضرت
شیخ حسن صاحب ،، ۶۵-۰۰
،، بابو محمد رفیق صاحب کلکتہ ۲۲-۰۰
،، ایم محمد عثمان صاحب ساگر سراب ۲۳-۰۰
،، قاضی محمد ظہیر الدین صاحب اکمل لوریکیرہ ۷-۰۰
،، ڈاکٹر محمد رفیع اللہ صاحب فیض آباد ۲۲-۰۰
،، منشی کلیم الدین صاحب شاہجہانپور ۵-۱۲
،، احمدی اینڈ کو ،، ۷-۰۰
،، سید فضل احمد صاحب ایس۔ پی گیا ۲۲۵-۰۰
صالحہ خاتون صاحبہ بیگو سرائے ۳۱-۰۰
،، شیخ سلطان احمد صاحب مونگھیر ۶۰-۰۰
،، ایس۔ کے عبد الرزاق صاحب
شیموگہ ۱۱۰-۰۰
،، پیر کلیم اللہ صاحب ،، ۱۱۱-۰۰
،، سید محمد یونس صاحب سرو ۸-۰۰
،، ایم عبد الجلیل صاحب بنگلور ۱۵-۷۵
،، بابو محمد یوسف صاحب ۵-۰۰

۳۱ر جولائی ۱۹۵۸ء تک سو فیصدی ادائیگی کرنے والے مجاہدین کی تیسری فہرست

دفتر دوم سال ۱۴

مکرم میاں صدر الدین صاحب صحابی قادیان ۶-۱۹
،، اہلیہ بشیر احمد صاحب حافظ آبادی ،، ۵-۵۰
،، غلام قادر صاحب ،، ۶-۱۲
اہلیہ و بچگان ،، ۷-۵۰
،، بابا جلال الدین صاحب ،، ۵-۵۹
،، یونس احمد اسلم ،، ۶-۰۶
،، عبد الرحیم صاحب فانی ،، ۱۰-۰۰
،، نذیر احمد نجیب ،، ۵-۰۰
،، عبد الرحمٰن صاحب فیاض ،، ۵-۷۵
اہلیہ ،، ،، ۵-۸۸
،، ملک نذیر احمد صاحب پشاوری ،، ۸-۵۰

اہلیہ مستری محمد الدین صاحب قادیان ۵-۸۸
بچگان ،، ،، ۷-۲۵
مکرم عبد الرشید صاحب نیاز ،، ۵-۰۹
،، مفضل الرحمٰن صاحب ،، ۵-۸۶
اہلیہ ،، ۵-۹۴
،، بشیر احمد صاحب جبار ،، ۳۰-۵۰
اہلیہ ،، ،، ۷-۰۰
،، چوہدری عبد الحق صاحب ،، ۱۲-۶۹
،، سید عبد الصمد رضا صاحب ،، ۷-۰۰
والدین ،، ،، ۱۲-۰۰
،، مولوی محمد احمد صاحب ،، ۶-۰۰

اہلیہ ولی محمد صاحب گجراتی قادیان ۲۱-۰۰
سیدہ امۃ العلیم بیگم صاحبہ ،، ۱۵-۲۵
مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ،، ۵-۵۰
اہلیہ ،، ،، ،، ۵-۳۷
،، منظور احمد صاحب چیمہ ،، ۶-۴۴
،، محمود احمد صاحب مبشر ،، ۶-۱۲
،، فضیل الرحمٰن صاحب ،، ۶-۱۹
اہلیہ ،، ،، ،، ۵-۴۴
،، مولوی سید محمد محسن صاحب مبلغ ،، ۵-۷۵
،، عبد الرحمٰن صاحب فانی ،، ۵-۰۰
،، شیخ محمد اسلم ،، ۷-۱۲
،، مولوی عبد الحمید صاحب ،، ۷-۰۰
،، مولوی فیض احمد صاحب ،، ۱۰-۹۲
،، بشیر احمد صاحب بانگڑوی ،، ۱۵-۰۰
،، سید عبد الحی صاحب ہیڈ ماسٹر ،، ۸-۰۰
،، نذیر احمد شاد ،، ۸-۰۶
،، ظہور احمد صاحب گجراتی ،، ۱۰-۵۶
،، محمد رمضان گجراتی ،، ۲۶-۴۴
،، شاہ محمد صاحب ،، ۵-۰۰
،، محمد دین صاحب ،، ۱۰-۸۸
اہلیہ مستری محمد حسین صاحب ،، ۶-۲۵
،، یوسف حسین صاحب حیدرآباد ۱۸-۰۰
،، مظہر صاحب ابن محمد صادق ،، ۵-۰۰
،، اہلیہ سیٹھ یوسف احمد صاحب سکندرآباد ۱۲-۰۰
،، محمد یاسین ابن ،، ،، ۷-۰۰
مبارکہ بیگم بنت ،، ،، ۷-۰۰
آمنہ بیگم ،، ،، ۷-۰۰
محمد یامین ابن ،، ،، ۷-۰۰
عبد اللطیفہ بیگم بنت سیٹھ علی محمد صاحب ،، ۷-۰۰
آمینہ بیگم بنت ،، ،، ،، ۷-۰۰
،، سید جہانگیر علی فلک نما ،، ۱۱-۰۰
،، سید اختر حسین صاحب شموگہ ۱۹-۰۰
،، محمد خواجہ صاحب غوری یادگیر ۱۲-۵۰
،، محمد علی صاحب گڈور ،، ۳۰-۰۰
اہلیہ رحمت اللہ صاحب ،، ۷-۰۰
اہلیہ عبد المجیب صاحب ،، ۶-۲۵
،، نذیر احمد موڑی ،، ۱۶-۵۰
مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ ،، ۷-۰۰
،، محمد عبد الحفیظ صاحب ،، ۱۰-۲۵
،، رفعت اللہ صاحب غوری ،، ۹-۰۰
،، نثار احمد صاحب ،، ۶-۰۰
حلیمہ بی بی صاحبہ ،، ۵-۵۰
،، عمر فاروق صاحب ،، ۵-۲۵
،، نعمت اللہ صاحب غوری ،، ۱۵-۰۰
،، فاروق احمد صاحب ،، ۶-۲۵
،، محمد عثمان صاحب ،، ۱۵-۰۰
اہلیہ عبد الحفیظ صاحب ،، ۵-۵۰
سیدہ طیبہ صاحبہ ،، ۵-۵۰
آمنہ صدیقہ صاحبہ ،، ۵-۵۰
عبد الرحیم صاحب کرنول ۴۴-۰۰
،، ماسٹر نذر گام علی صاحب کلکتہ [illegible]
صابرہ خاتون صاحبہ معہ والدہ ابرت پور ۲۵-
،، مرزا عزیز بیگ صاحب مدراس ۱۰-۰۰
،، بشیر احمد صاحب شاہجہانپور ۱۰-۱۹

مکرم قدیر خان صاحب شاہجہانپور ۱۰-۱۹
،، اسرار محمد صاحب دانگھ ۴۲-۰۰
،، انوار محمد صاحب ،، ۴۲-۰۰
والدہ ،، ،، ۸-۵۰
،، عبد اللطیف خان صاحب مسکرا ۵-۷۵
،، سردار احمد خان صاحب ساندھن ۵-۵۰
،، شہاب احمد صاحب معہ اہلیہ علیگڑھ ۷۰-۰۰
،، عبد الحفیظ صاحب کرہل ۶-۰۰
،، نواب الدین صاحب مرحوم بیگو سرائے [illegible]
،، کے۔ سی محمود صاحب کیننور ۶-۲۷
،، ٹی حمید صاحب ،، ۵-۰۰
منڈی بی بی صاحبہ کیرنگ ۵-۱۳
کوثر بی بی صاحبہ ،، ۵-۰۰
،، یعقوب بیگ صاحب منگادر ۵-۰۰
،، کے ای حسن صاحب پیانگاڈی ۷-۰۰
،، سی۔ پی علی کٹی صاحب ،، ۷-۰۰
،، ایم ابراہیم صاحب کٹی ،، ۱۵-۰۰
،، اے کنجی کٹی صاحب ،، [illegible]
،، ایم خدیجہ صاحبہ ،، [illegible]
،، ٹی کے پی کنجی آمینہ ،، ۵-۸۷
،، ٹی کے محمد کنجو صاحب کردنگاپلی ۲۰-۰۰
اے طاہرہ کویا صاحب ،، ۸-۲۵
کے حیدر کنجی صاحب ،، ۱۰-۰۰
،، محمد عبد اللہ صاحب گھنا صندرنی نگر ۵-۰۰
،، عبد الرحمٰن صاحب ،، ۵-۱۲
،، عبد العزیز صاحب تبدواخلا ،، ۵-۰۰
،، میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ ۶-۰۰
ہاجرہ بیگم صاحبہ ،، ۶-۰۰
بچگان میر غلام محمد صاحب ،، ۱۲-۰۰
،، میر غلام رسول صاحب ،، ۶-۰۰
اہلیہ و بچگان ،، ۶-۰۰
،، میر عبد المجید صاحب ،، ۶-۰۰
اہلیہ و بچگان ،، ۶-۰۰
،، محمد رمضان صاحب بٹ ،، ۵-۵۰
،، غلام احمد صاحب راٹھر ،، ۵-۵۰
،، راجہ فضل الرحمٰن صاحب ،، ۹-۰۰
،، غلام محمد صاحب ،، ۶-۰۰
،، محمد رمضان صاحب راتھر ،، ۵-۵۰
،، عبد السلام صاحب نائیک ،، ۵-۵۰
،، راجہ غلام محمد خان صاحب ،، ۵-۵۰
،، شیر محمد خان صاحب ،، ۵-۵۰
بچگان و اہلیہ ولی محمد صاحب بٹ ،، ۶-۰۰
،، دوست محمد صاحب چانڈ کوٹ ۷-۶۲
،، نیک محمد صاحب ،، ۵-۰۶
،، اکبر علی خان صاحب ،، ۵-۰۰
،، غلام محمد صاحب ،، ۵-۰۰
،، ولی محمد صاحب ،، ۵-۱۲
،، خواجہ عبد الغنی صاحب بانڈی پورہ ۵-۰۰
،، پی پوکر صاحب کالیکٹ ۸-۰۰
،، کے احمد کنجی صاحب ،، ۱۰-۰۰
،، کے کے عمر کویا صاحب ،، ۷-۰۰
سلیمہ بیگم صاحبہ ،، ۱۰-۰۰
[illegible] ۵-۱۲
،، شیخ [illegible] ۶-۱۲
[illegible]
[illegible]
،، مولوی [illegible] ۱۰-۰۰

ولادت: شاہجہانپور [illegible] ڈاکٹر محمد عابد صاحب کے ہاں [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] لئے مبارک کرے۔ خاکسار عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ [illegible] (شاہجہانپور)